رجسٹرڈ نمبر ۷۱

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سرپرستی و نگرانی میں زیر ادارت مدیر الفضل و مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ جناب مولوی محمد صادق صاحب ایم اے پٹیالوی قادیان دارالامان سے نکلتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ط

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے۔

Digitized by Khilafat Library

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمی دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

شرح قیمت
جو پیشگی لی جائیگی
عوام سے صہ
خواص سے غ
ہندوستان سے باہر غیر مناسب اور غیر مستطیع احباب سے (سہ ۱۲ر)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

طبع ہوکر نور الدین و دارالامان و کارخانہ انوار الحکیم کے ۲۱/۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ! | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی !

جلد (۱۹) | مؤرخہ ۲۱/۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۵ء | نمبر (۸)

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔ اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے!

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے درس سے لئے ہوئے نوٹ اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح (موعود علیہ السلام) مغفور کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور اور ھدا آیت اور شفا ہے ہدیہ فی پارہ صرف روپیہ (عہ ۷) پارہ ۲۴ سے ۳۰ تک اور پندرہ و سولہ پارے شایع ہو چکے ہیں سترواں پارہ پریس میں جلا گیا فروری کے اخیر تک اسکے شایع ہونیکی توقع ہے حسب معمول وہ خریداران الحکم کے نام وی پی ارسال ہوگا۔ قرآن کریم کے عاشق زار اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے

سلک مروارید حصہ سوم

سلک مروارید حصہ سوم بھی تین جز تک چھپ گیا ہے وہ بھی بہت جلد شایع ہونیوالا ہے مجھے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پہلے دو حصے دو مرتبہ چھپکر ہزاروں کی تعداد میں بک چکے ہیں اور قبولیت کا خراج حاصل کر چکے ہیں۔ قیمت وہی سہ ر بلا محصول ڈاک ہوگی ممکن ہے پارہ کے ساتھ روانہ ہو سکے

دفتر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے طلب کرو!

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی تقریر

(جو سالانہ جلسہ ۱۹۱۳ء پر آپ نے کی)

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی تقریریں حسب معمول میں نے صاف کر کے بغرض اصلاح آپ کی خدمت میں پیش کر دی تھیں لیکن جب یہ تقریریں مجھے واپس ملیں تو پہلی تقریر کا صرف آخری حصہ ملا۔ اور ابتدائی حصہ آپ کے کاغذات میں کہیں ملگیا یا کسی بچہ کے ہاتھ آگیا اور وہ جاتا رہا۔ اس تقریر میں حضور نے تفرقہ کے اسباب پر بھی کچھ بحث فرمائی تھی۔ اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ جسقدر حصہ بھی مجھے ملگیا ہے میں اُسے شائع کر دوں یہ حصہ کسی قدر **اپیل** کے متعلق ہے اور سب سے پہلے جسکے لئے آپ نے اپیل کیا وہ آپکا **خادم الحکم** ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے **چھ ہزار روپیہ کا اپیل قوم سے** کیا ہے۔ ایک حق پرست اور محسن کی قدر کرنیوالی **قوم اگر اس اپیل کو ناتمام رہنے دیگی تو وہ** یاد رکھے کہ قیامت کو حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے بھی اسے ہونا ہے حضرت نے فرمایا تھا۔ کہ **سبکدوش کرنیکی فکر کرو۔** یہ کام کسی شخص واحد کا نہیں بلکہ انجمنوں میں اس سوال کو پیش کر کے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کیا ان کی زندگی میں یہ اپیل بلا جواب رہ سکتا تھا۔ میں دیکھوں گا کہ سب سے اول اس اپیل کیلئے کہاں سے صدائے لبیک بلند ہوتی ہے (ایڈیٹر)

فرمایا:۔ مذہب کا تو جب بھی تفرقہ بڑھتا ہے آسودگی کا خیال بڑھ جاتا ہے تو پھر حاجتیں بڑھتی ہیں ان کے پورا کرنے کے لئے بعض اوقات خود غرضیاں بڑھ جاتی ہیں عجز و کسل بڑھ جاتا ہے۔ اسباب میسر نہ کرنے کو عجز کہتے ہیں اور اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینے کو کسل کہتے ہیں۔ بعض دوست ایسے ہیں کہ وہ ان دونوں بیماریوں میں گرفتار ہیں نہ تو اسباب مہیا کرتے ہیں اور نہ مہیا شدہ سے کام لیتے ہیں۔ اٹکل بازیاں بھی مفید نہیں ہوتیں ہیں میری جب نئی نئی دوسری شادی ہوئی"۔ تو ایک دن میں نے دیکھا کہ میری بیوی نقشہ بنا رہی ہے۔ میں نے پوچھا کیا کر رہی ہو؟ تو کہا ضبط اوقات کا نقشہ بنا رہی ہوں۔ میں نے کہا کہ اس میں مجھے بھی شامل کر لو انہوں نے کہا تمہارا اس میں کیا تعلق ہے۔ میں تو خاموش ہو رہا۔ انہوں نے نقشہ بنا لیا۔ میں نے ظہر کے بعد انہیں بلا لیا۔ اب دوسرے دن دیکھتا ہوں کہ وہ پھر بنا رہی ہیں۔ میں نے پھر دریافت کیا تو وہی جواب ملا۔ اب پھر میں نے کہا کہ ہماری شمولیت بھی کرو۔ انہوں نے کہا کہ کل کا انضباط تو درست نہ رہا اب ظہر کے بعد کا وقت آپکے لئے رکھ لیا ہے درست ہو گیا ہے اتفاق ایسا ہوا۔ دوسرے دن ایک دوست آگیا۔ اسکی خاطر مدارات میں انتظام کرنے میں وہ نقشہ پھر بدل گیا۔ تیسرے دن پھر بدلنے لگی۔ میں نے کہا اب بھی ہمیں شریک کرو تو کہا کہ ہر روز آپ کے دوست تھوڑا آتے ہیں کبھی کوئی آگیا۔ اب یہ درست ہو جاوے گا۔ مگر وہ ہر روز اسے بناتی اور ہر روز غلط ہو جاتا۔ آخر میں نے کہا اب بس کرو یہ نقشہ درست نہیں ہو گا۔ جب تک مجھے شریک نہ کرو گی۔ جب اولاد ہو جاویگی تو اور مشکلات بڑھ جائینگی اور ابھی تو ایک بڑی بیماری منزل باقی ہے اس وقت تک میں نے ان کو اپنی پہلی بیوی سے نہیں ملایا تھا۔ پوچھا وہ کیا میں نے کہا ابھی ایک اور پہاڑ ہے میری پہلی بیوی ہے انہوں نے کہا پھر مجھے کیا تعلق ہے؟ میں نے کہا یہ بھی بتلائینگے؟ غرض اٹکل بازیوں سے کام نہیں چلتا۔

غرض میں نے سنایا کہ اختلاف تو ہے اور رہیگا اور یہ اختلاف منشاء الٰہی کے ماتحت بہت سے مصالح پر مبنی ہے باوجود اس اختلاف کے دنیا میں اتحاد بھی ہے اس واسطے تم بھی اتحاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء۔ افعال۔ اور عبادت میں متحد ہو جاؤ۔ ملائکہ کو ماننے اور ان کی پاک تحریکوں پر عمل کرنے میں وحدت اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے ماننے میں جن کی دس کے مسئلہ کے ماننے میں وحدت اختیار کرو۔ پھر میں نے تمہیں وہ نکتے بتائے ہیں جنسے قرآن کریم سمجھ میں آتا ہے اور وہ اسباب بتائے ہیں جنسے تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ ان اسباب کا نمونہ پیغام صلح کی کہلی چھٹی ہے۔ اس گند کے دور کرنے کے واسطے ہمارے دوستوں کو بڑا خون جگر کھانا پڑا اور قربانیاں کرنی پڑیں اگر پہلے ہی اس خصومت کا ہاتھ پکڑ لیا جاتا تو اس قدر تکلیف کیوں ہوتی؟

ایک نکتہ اور بتاتا ہوں اور وہ بھی مجھے قرآن کریم ہی سے ملا ہے۔ میں نے قرآن کریم بہت پڑھا ہے اور اب تو میری غذا ہے اگر اللہ پھر میں خود نہ پڑھوں اور نہ پڑھاؤں اور میرا بیٹا میرے سامنے آکر نہ پڑھے تو میں اسکا وجود بھی نہیں سمجھتا۔ سونے سے پہلے وہ آدھ پارہ مجھے سنا دیتا ہے۔ غرض میں قرآن کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ میری غذا ہے۔ اسلئے اس نکتہ کو غور سے سنو!

جہاں کوئی بڑی عمارت بنتی ہے جیسے یہی ہے (مدرسہ کیطرف اشارہ کر کے کہا) یہ کوئی بڑی عمارت نہیں میں نے تو ایک شخص کا آتنا بڑا اگھر دیکھا ہے۔ جسمیں ساری قادیان آجاوے۔ سنا تھا جو در کا اتنا بڑا اگھر تھا۔ میں نے تو گھوڑے پر سوار ہو کر کوشش کی کہ اس کو ختم کروں مگر نہ کر سکا۔ ایک شاعر اس در کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا میں اس شاعر کو جانتا ہوں وہ میرے پاس بھی آیا کرتا تھا۔ (ٹائیں اس وقت خالی ہاتھ تھا اس نے اس سے کہا کہ تم ہر وقت سوال کرتے رہتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ گلستان والا سکھا گیا ہے اس نے مصیبت میں ڈالدیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ ؎

رزق ہر چند بیگماں برسد ۔ شرط عقل است جستن از در ہا"

اس پر اس رئیس نے اپنے آدمیوں کو کہا کہ خواہ قرض لیکر دو کسی طرح دو۔ اسکو دو۔ چنانچہ اسے دیا گیا۔ پس میں اس وقت اللہ کی رضا کے لئے اور تمہیں نیکی سکھانے کے واسطے چند تحریکیں کرتا ہوں میرا ارادہ ہے کہ اس تقریر کو پورا کروں اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور میں زندہ رہا۔ اور پھر صحت و طاقت ملی اور قوت قائم رہی تو کل پورا کرونگا۔ بیچ میں کچھ ضرورتیں ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔

اول ایک ہمارے دوست ہیں۔ حضرت صاحب کے زمانہ سے دوست ہیں **جماعت کے اول** اتحادیوں میں اور سلسلہ کی انہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ **وہ صاحب الحکم ہیں۔** وہ اپنی غلطیوں سے (وہ سمجھتے نہیں اور نہ مانیں گے) ابتلاء میں ہیں۔ میں نے جب ان کے لئے دعاء کے واسطے ہاتھ اوٹھائے ہیں اور بڑی تڑپ سے ان کے لئے دعاء کی ہے تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ ابتلاء ہے **بہرحال الحکم زیر بار ہے** اور انسان کو جو تکلیف پہونچتی ہے اپنے ہی اعمال سے تکلیف ہوتی ہے اس **زیر باری** کے دور کرنے کے واسطے **چھ ہزار کی اپیل کرتا ہوں** نور دین کے پاس ہے یا نہیں وہ بھی ان کو سبکدوش کرنے میں قوم کیساتھ شریک ہو گا۔ تم بتاؤ کیا تجویز ہے اس کے پاس کتابوں کے ڈھیر ہیں مگر کتابوں کے متعلق میرا تجربہ ہے میرے پاس تو لاکھوں کی ہیں اگر ضرورت کے وقت ایک لاکھ پانچسو کی بھی بیچنا چاہیں تو نہیں بکتیں۔ میں اس دوست کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جس قیمت پر بک سکتی ہیں بیچدیں اور **تم لوگ خرید لو اور فکر کرو کہ اس کو سبکدوش کر دیا جائے** وہ استغفار بہت کریں تاکہ تلافی ہو۔ تمہیں نصیحت کرتا ہوں **کہ تم اس کو سبکدوش کرنے کی فکر بھی کرو۔** اور خود بھی اس کے لئے دعاء اور استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے میں نے دنیا میں دیکھا ہے اور خود تجربہ کیا ہے کہ دعاؤں سے بڑے بڑے انقلاب ہو جاتے ہیں یہ تو کیا چیز ہے۔ میں جموں سے جب آیا تو دو لاکھ کا زیر بار تھا۔ ایک لاکھ پچانوے ہزار ایک کا تھا

اور پانچ ہزار ایک دوسرے کا تھا مگر اللہ تعالےٰ نے یونہی ادا کر دیا۔ تو تم لوگ ان کے لئے دعا۔ اور استغفار کرو۔

میں نے ایک کتاب ایک دفعہ عاریت کوئی مجھے ضرورت تھی میں نے مولوی غلام نبی کو کہا ع پر بھیجدو۔ اور ایک دفعہ للہ دیدی ایک قیمتی پشمینہ کی چادر بھیجدی۔ اور اسے غنیمت سمجھا۔ پس ہمارے دوست استغفار کریں اور دوسرے دوست بھی ان کیلئے استغفار کریں اور دعا کریں اور میں نے جو چھ ہزار کی اپیل کی ہے اس کے پورا کرنیکی فکر کرو۔

دوم بدر کے متعلق بھی ایک مشکل پیش آئی ہے اور یہ مشکلات نئی نہیں ہر بڑے کام کیلئے مشکل ہوتی ہے چند روز کے لئے تمہیں بدر سے صبر کرنا پڑیگا۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے فضل سے سب مشکلات دور کردیگا۔ گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ کے پاس درخواست بھیجنی چاہیئے۔

سوم الحق پر بھی مشکلات ہیں۔ وہ جوان ہیں۔ شاعر ہیں۔ ہاشمی خون ان میں ہے مگر وہ میری بات مان لیں۔ کسی خاص شخص کو نشانہ بنائیں۔ مامور کو اپنے اوپر قیاس نہ کریں۔ اور اپنے لٹریچر بدل لیں۔ وہ کہتے ہیں ع ماہوار کا نقصان ہے یہ بڑی بات نہیں۔ اس کو پورا کردو اور اس کے خریدار بڑھاؤ۔

چہارم ایک اور کام ہے۔ ہے تو بہت ضروری مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ تم نے اسے اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ لاہور لبتس میں ایک انجمن ترقی تعلیم ہے وہ ہمارے احمدی بچوں کو بھی ۴ ماہوار تعلیم کیلئے وظائف دیتی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ڈاکٹر عباد اللہ کو بھی مدد دی ہے اس میں چندہ دینا قبیح نہیں ہے

پنجم ایک اور مشکل ہے میرے پاس بعض سائل آتے ہیں اور کہتے ہیں تو سرکار ہے بادشاہ ہے میں کہتا ہوں غریب آدمی ہوں مگر وہ کب مانتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بیت المال سے دردد سو اونٹ بخش دیتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ چوں کرے اور کہدے کہ ایک پیسہ نہ دینگے۔ یہاں ایک مکان کے متعلق کسی نے مجھ سے رعایت چاہی تو کسی نے کہدیا کہ تو اپنے فرض کو نہیں سمجھتا۔ میں نے کہا کہ میں تو اپنے گھر کی کہتا ہوں۔ میرے گھر میں لکڑی۔ آٹا۔ بھوسہ۔ سب میرا اپنا ہوتا ہے اور میرا مولےٰ مجھے جو دیتا ہے۔ بہرحال ایسے سائل آتے ہیں اور مجھے جواب دینے کی عادت نہیں۔ میرا جی چاہتا ہے۔ کہ حاجتمندوں کو مدد دوں۔

ششم یہاں کے لڑکے سمجھتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین ہونے کے ساتھ امیر بھی ہوں۔ وہ میرے پاس کاپی اور کپڑوں کے واسطے درخواستیں دیتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی کہدیتے ہیں کہ ابھی ضرورت ہے۔ آپ لکھ دیں کہ دیدیا جاوے۔ پھر ان کے بڑے بڑے بل آتے ہیں۔ ہمارے دوست اپنے بچوں کے اپنے پرانے کپڑے جوتے وغیرہ یہاں بھیجدیا کریں تاکہ ایسے بچوں کے کام آسکیں

ہفتم لنگر خانہ ساڑھے چار ہزار کا مقروض ہے۔ ایک دوست نے لنگر خانہ کے متعلق خط لکھا کہ قادیان میں جو **لنگر سے کھاتے ہیں بڑے حرام خور ہیں**۔ میں نے کہا کاش وہ یہاں رہتا تو اسے معلوم ہو جاتا۔ تب تمہارے دلمیں جو جرأت ہوگی کہ کیا دال ساڑھے چار ہزار کہا گئی۔ اس کے ساتھ ہی میں خوش خبری سناتا ہوں کہ ہمارا ایک دوست پرانا مخلص حامد شاہ سیالکوٹ کا رہنے والا ہے وہ اس قرض کے ادا کر دینے کا اقرار کرتا ہے کہ سیالکوٹ والے ادا کر دینگے۔

ہشتم یہ عمارت ہے جسکی کمر ٹوٹ گئی ہے اس کو ساڑھے سات ہزار میں نے دیا تھا اور کچھ شیخ رحمت اللہ اور لاہوری حضرات نے اور ایک ہزار ایک اور مخلص دوست کو کہدیا اس نے دیدیا۔ مگر اس کو دیدیا گیا ہے اور میرا اب بھی ۳۰۰ سو ہے۔ غرض یہ عمارت ۸ ہزار پچھلا مانگتی ہے اور اسکی مکر کے لئے مومیائی کی ضرورت ہے دو انجنیں بول پڑیں تو یہ رقم پوری ہو جاوے۔

نہم مقبرہ بہشتی اڑھائی ہزار کا مقروض ہے (حکیم محمد حسین مفرح عنبریں کے موجد کہتے ہیں کہ یہ لاہور کی جماعت ادا کردیگی) اشاعت میں ایک ہزار اور سب سے **مقدم** ایک مدرسہ ہے جو احمدؑ کے نام پر قایم کیا گیا ہے اور وہ بارہ سو کا مقروض ہے (اشاعت کیلئے قادیان والوں نے کہدیا ہے کہ ہم دینگے اور مدرسہ احمدیہ کے لئے فیروز پور نے۔

اسکے بعد کچھ چندہ ہونے لگا۔ (ایڈیٹر)

آخری نصیحت

خدا کے فضل سے بہت سا حصہ تو اس قرض کا پورا ہو گیا اور باقی بھی تم خدا کے فضل اور توفیق سے پورا کر دوگے اب میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ بدظنی چھوڑ دو۔ سارے قرآن میں ابوجہل کا نام نہیں حالانکہ وہ بڑا دشمن تھا۔ یہ نام نہ اس نے خود نہ اس کے ماں باپ نے رکھا اللہ پاک نے پسند نہ کیا کہ یہ نام قرآن میں ہوتا۔

اَبُوْلَھَب ایک لفظ قرآن میں آیا ہے لوگوں نے ایک شخص کو گدا بنالیا مگر مجھے تو پتہ نہیں لگتا کہ یہ کس کا نام ہے **حمالۃ الحطب** بھی کسی کا نام نہیں۔

میاں صاحب نے ایک خط کا ذکر کیا ہے یہ سچ بات ہے کہ وہ خط میں نے ہی ان کو دیا ہے وہ بڑا ہوگا تو اپنے گھر رہیگا اب لوگ ٹوہ لگاتے ہیں کہ وہ کون ہے۔ ایسی باتوں کو چھوڑ دو وہ صدر انجمن کا ممبر نہیں ہے۔ بدظنی سے بچ جاؤ۔ اور اس بُرے آدمی کی کھوج نہ لگاؤ۔ میاں صاحب نے اس کا نام نہیں لیا اور میں ان کو قسم دیتا ہوں کہ وہ نام نہ لیں۔ ممکن ہے یہ اسکو خط لکھیں تو سیدھا ہو جاوے اور اگر تم میں سے کوئی کچھ کہے تو شاید اسکی وہ حالت ہو جاوے **مُنہ توں لتھی لوئی تو کیا کرے گا کوئی**۔

بدظنی کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑا سخت لفظ بولا ہے **ایاک والظن ان الظن اکذب الحدیث** مجھے میرے مولا نے خوب سمجھایا ہے اور واقعات سے اس حقیقت کو کھولدیا ہے۔ ایک کتاب مجھے بہت پسند تھی اسے بہت پڑھتا۔ اس کو میں نے الماری پر رکھدیا پھر جو دیکھا تو وہاں نہیں۔ برسوں تلاش کی۔ مجھے بدظنی ہوئی کہ کوئی چرا لے گیا جب جموں سے چلنے لگا اور اس الماری کو اکھاڑا تو پیچھے سے ملگئی اس واقعہ سے اللہ تعالےٰ نے مجھے بتلایا کہ تم تو بدظنی کرتے تھے کہ کسی نے چرالی۔ ایسا ہی ایک ٹوپی کے متعلق خیال گذرا مگر وہ ٹوپی ایک نیک بی بی نے میرے بستر کی ایک تہ کے نیچے رکھدی تھی۔ غرض بدظنی نہ کرو اس سے بہت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

دوم تفرقہ نہ کرو۔ **سوم** کسی امر کو جو خوف یا امن کا ہو امام کے پاس پہونچاؤ۔ تم خود اس کو جماعت میں نہ پھیلاؤ۔ اللہ تعالےٰ تمہیں توفیق دے۔ (آمین)

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی قدر کرنیوالو!

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانحعمری یعنی انکم میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر میں نے عاکساری سے لکھی اور چھپوائی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس کتاب کی اشاعت کیلئے تحریک فرمائی اور حضرت خلیفہ ثانی نے ۱۹۱۴ء کے سالانہ جلسہ پر اس کتاب کی خریداری کی تحریک کی اگر ان کا دیان قوم کی سفارش نہ بھی ہوتی تو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور محب اس کتاب کو منگواتے مگر لیکن خود حضرت خلیفۃ المسیح اول اور ثانی نے بھی سفارش فرمائی ہے تو احمدی قوم کے

ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ کم از کم ایک جلد خرید لیں۔ قیمت میں بھی رعایت کیگئی ہے ۸ آنہ کی بجائے ۴ روپیہ فی جلد وصیل کے پتہ سے یکمشت منگوانے پر ڈاک علاوہ (منشی تجمل حسین صاحب بھاگلپوری ضلع گورداسپور)

جزیرہ مارشیس کو احمدی واعظ کی روانگی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا وہ وقت اب آگیا ہے کہ دنیا کے ناواقف اور ناآشنا گوشوں تک خدا کے برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منادی پہونچ جاوے تا وہ جو غفلت اور جہالت کی قبروں میں دبے پڑے ہیں اٹھ کھڑے ہوں اور وہ جو مذہب اور ایمان کی حیثیت سے عظم رمیم ہو چکے ہیں پھر زندہ ہوں۔

خلافت ثانی کے برکات اور فیوض میں سے پہلی بات تو خود سلسلہ کا قیام ہے۔ منکرین خلافت نے تفرقہ پیدا کر کے چاہا تھا کہ قوم کے قدم اکھاڑ دیں۔ اور انکی مس سی صورتیں ترتیب تھا کہ بہتوں کے قدم ڈگمگا دیتیں۔ مگر حضرت اولوالعزم کے عقد ہمت اور توجہ نے ایک نئی روح پیدا کر دی اور گرتی ہوئی قوم کو سنبھال لیا۔ یہ خدا کا کلمہ بہتوں کے لئے عالم کباب کا موجب ہو گیا۔ لیکن خدا کے پیاروں کی جماعت میں وہ شادی و شادمانی کا موجب ٹھہرا۔ خدا سے دور رہ میں اب کے استقلال اور عزم اور کامیابی کو دیکھ کر اندر ہی اندر کباب ہو رہی ہیں۔ حضرت صاحبزادہ کو شروع سے ہی اللہ تعالیٰ نے تبلیغ سلسلہ کا ایک خاص جوش عطا فرمایا ہے۔ انجمن تشحیذ الاذہان کا وجود اسی غرض سے ہوا اور پھر انصار اللہ کی جماعت کے ذریعہ بھی یہی مقصد آپ پورا کرنا چاہتے تھے۔ میں بلا مبالغہ لکھتا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دین اسلام کے متعلق اتنی غیرت دی گئی ہے اور مشنری حملوں کے خلاف اس قدر جوش دیا گیا ہے کہ اگر وہ ترازو کے ایک پلڑے میں ہو۔ اور ساری دنیا کا ایک دوسری طرف تو میرا جوش غیرت بڑھ جائیگا۔ ٹھیک اسی طرح حضرت صاحبزادہ صاحب کو سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ کیلئے اتنا جوش دیا گیا ہے کہ اگر ساری جماعت کا جوش ایک طرف ہو تو اس کا پلہ دوسری طرف گرانبار ہوگا۔

جسقدر واعظین اسوقت ہندوستان میں تبلیغ سلسلہ کر رہے ہیں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ خدمات کی ڈیٹنگ ماریشس والے منکرین خلافت کو اسکی توفیق ملی تھی۔ انکی تگ و دو اور کوشش کا دائرہ اینٹوں اور پتھروں پر کھینچا گیا تھا۔ مگر حضرت فضل عمرؓ کی توجہ کا مرکز

انسانی قلوب ہیں

وہ اس مرکز پر احمدیت کا ایک وسیع دائرہ کھینچ دینا چاہتا ہے اسکی غایت مقصود یہی ہے کہ دنیا کا ایک ایک انسان

احمدیت کا نام لیوا ہو

خلافت پر ابھی پورا سال نہیں گذرا۔ مگر جانے والے جانتے ہیں کہ انگریزی اور اردو قرآن مجید کا ترجمہ شروع ہو گیا ہے اور مختلف اطراف ہند میں واعظ پھیلا دیئے گئے ہیں۔ متعدد مقامات پر تعلیمی مقاصد کیلئے مدرسے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور دارالامان میں مبلغین کی ایک جماعت طیار کرنیکے لئے ایک دارالعلوم کا اجراء ہو چکا ہے۔ میں تو یقین رکھتا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی تھی کہ کم از کم ایک سو واعظ ہوں یہ سب سے پہلے اس تعداد کو پورا کرے گا۔ دیکھنے والے دیکھینگے۔

بہرحال اسی جوش و ہمت نے جسے دیکھا کہ انگلستان میں خواجہ کمال الدین صاحب (باوجودیکہ احمدی جماعت سے انہوں نے ہزاروں روپیہ اس غرض سے لیا کہ وہ وہاں سلسلہ کی اشاعت کرتے ہیں اور اپنے خطوط میں ایسے انداز سے اطلاعات دیتے رہتے ہیں کہ یہ حق پسند جماعت سمجھتی رہے کہ احمدیت کی اشاعت ہوتی ہے) احمدیت کی تبلیغ کو سم قاتل سمجھتے ہیں تو چودھری فتح محمد خالصاحب کو تبلیغ احمدیت کیلئے الگ کر دیا۔ اور اب خدا کے فضل سے اسی لنڈن میں احمدیت کی تبلیغ ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے بعض قلوب کو سلسلہ میں داخل کر کے سم قاتل کہنے والوں کو عملی طور پر رسوا کر دیا ہے۔

بیروت اور مصر میں بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمارا کام صرف پیغام احمدؑ کو پہونچا دینا ہے باقی اسے بارور کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اسی سلسلہ میں حضرت خلیفہ ثانی نے ایک مبشر اور واعظ جزیرہ ماریشس کو روانہ فرمایا ہے۔ جو ۳۰ فروری کو بعد دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح اور جماعت کی دعاؤں کیساتھ روانہ ہو گیا۔

بسفر رفتنت مبارکباد ✦ بسلامت روی و باز آئی

یہ واعظ جو ماریشس کو روانہ ہوتا ہے مولوی غلام محمد صاحب۔ بی اے ہے۔ قادیان ہی میں اس نے اپنی ابتدائی تعلیم شروع کی اور حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اور دوسرے بزرگان ملت کی صحبت میں اس نے اپنا بچپن اور جوانی گذارا ہے۔ چونکہ سلسلہ ہی میں اسکی تربیت اور تعلیم ہوئی ہے وہ خدا کے فضل سے سلسلہ کی عظمت اور اہمیت سے واقف ہے علوم دینیہ کی اس نے حضرت خلیفہ اول سے باقاعدہ تحصیل کی ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی نے ماریشس کو مبلغ بھیجتے ہوئے جس شخص کو تجویز کیا ہے وہ اس حیثیت سے تجویز نہیں کیا گیا کہ وہ زبان کی چالاکیوں اور زمانہ سازیوں میں کمال رکھتا ہو۔ خواہ علوم دینیہ سے محض کورا اور بے بہرہ ہو۔ اور حضرت مسیح موعود کی صحبت کا اسے کوئی معتدبہ حصہ نہ ملا ہو۔ نہ وہ ایسا لاف زن ہے کہ اسے اپنی خدمات پر ناز ہو بجالیکہ وہ کچھ بھی نہ ہوں۔ بلکہ آپ کی نظر انتخاب اس شخص پر پڑی ہے جو اپنی سلجھی ہوئی طبیعت اور متانت کے ساتھ اپنے اخلاق کا عمدہ نمونہ ہے اور دینی علوم سے واقف و آگاہ ہے مزاج کا غریب اور فروتن ہے جو اپنے آپ کو اس خدمت کیلئے منتخب سمجھنے پر سجدات شکر بجا لانیوالا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ اس مقصد میں کامیاب ہوگا۔ نیکی اور بھلائی کے فرشتہ اسکی تائید کرینگے وہ سمندروں اور بیابانوں میں خدا کے نبی کے نام کا غلغلہ بلند کرتا ہوا پار ہوگا۔

قادیان کے رہنے والوں نے اپنے اس عزیز اور معزز بھائی کو بڑی محبت اور عزت کیساتھ اس جلیل الشان خدمت پر روانہ کیا ہے مدرسہ تعلیم الاسلام کیطرف سے ایک خصوصی ایڈریس اپنے ہونہار فرزند اور مدرس کو دیا گیا۔ ۱۸ فروری ۱۹۱۵ء کو مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے جنکی زندگیوں کی غرض و غائیت یہی ہے بڑے سپیشل دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنیکے لئے ایک خاص میٹنگ کی۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کے بیٹے محمود احمد نے سکرٹری آف سکول کی حیثیت سے اپنے معزز بزرگ کو سکول کیطرف سے ایڈریس دیا اور مولوی فاضل میر محمد اسحاق صاحب نے ایک قیمتی تقریر فرمائی جو الحکم میں شائع ہو جائیگی

پھر ۱۹ فروری ۱۹۱۵ء کو مبلغین کی جماعت نے اپنے دارالمقامہ میں بعد نماز عصر ایک ایڈریس دیا جو میرے معزز بھائی مولوی مہر محمد خان صاحب نے نہایت ہی دردناک لہجہ میں پڑھا۔

اور بعض دوسرے احباب نے مختصر نظمیں اور تقریریں فرمائیں جلسہ کا آغاز و انجام قرآن مجید کی تلاوت اور دعاؤں پر ہوا حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

میری غرض ان واقعات کے اظہار سے صرف اس جوش مسرت کا اظہار ہے جو قادیان میں اپنے اس بھائی کی روانگی کیساتھ پایا جاتا ہے

اب میں بیرونی جماعت کیخدمت میں چند باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں یہ مبلغ اور واعظ جو اسقدر دور دراز حصہ ملک میں بھیجا جاتا ہے جہاں کے باشندے ہمارے اہل ملک اور واقف نہیں۔ انکی زبان ان کے رسم و رواج و عادات سب ہم سے الگ ہیں وہاں جانے والے کو جو مشکلات ابتداء میں پیش آسکتی ہیں وہ بھی ظاہر ہیں یہ عزیز محض خدا کی رضا کیلئے خدا کے دین کی اشاعت و تبلیغ کے مقصد کو لیکر ہم سے اپنے عزیزوں اور دوستوں سے الگ ہوتا ہے ہاں ہم سب کیطرف سے ایک فرض ادا کرنیکے لئے اپنی ہمت

ہی خواہشوں اور اغراض کی قربانی کرتا ہے۔ پس ہمارا پہلا فرض ہے کہ ہم اسے اپنی تمام نمازوں میں دعاء کیلئے یاد رکھیں نہ صرف اسی بلکہ ان تمام کو جو اس پاک مقصد کیلئے اطراف ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں یا جانے کیلئے طیار ہو رہے ہیں۔

دوسرے اشاعت تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے اور بہت سے اخراجات چاہتا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہاں جانے پر کن صورتوں اور حالتوں میں ہمیں خدا کے پیارے مسیح موعود کی تبلیغ کرنیکے لئے اخراجات کی ضرورت ہو۔ اور نہ اسوقت ہم انکی کوئی تعداد اور حد بتلا سکتے ہیں۔ اسلئے قوم کو ابھی سے تیار رہنا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ ثانی نے سالانہ جلسہ پر انجمن ترقی اسلام (جس کے ماتحت یہ سب کام ہو رہے ہیں) کے لئے ۴۰ ہزار روپیہ کی تحریک کی تھی۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اخراجات اس سے تجاوز کرنے کا یقین دلا رہے ہیں **منکرین خلافت** جو اشاعت سلسلہ کی راہ میں ہر قسم کی روکیں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اپنے ٹریکٹوں اور اشتہارات کے ذریعہ جو اشاعت باطلہ کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کا یہ پہلوان اس باطل کا سر کچلنے کے لئے بھی ہر وقت تیار رہتا ہے۔ چنانچہ القول الفصل جس قوت اور شوکت سے لکھا ہے وہ پڑھنے والے سمجھ سکتے ہیں یا ایک ہی دن کا حربہ ہے یا اسکی اشاعت پر بہت بڑی رقم خرچ آچکی ہے اور اب رئیس المنکرین نے جو ٹریکٹ شائع کیا ہے اسکا جواب بھی خدا کے فضل سے لکھا جا چکا ہے اور پریس میں چلا گیا۔ غالباً وہ ڈیڑھ سو صفحہ تک پہونچے یا اس سے زیادہ۔

چونکہ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ تو تبلیغ و اشاعت کیلئے ایک بیحد جوش رکھتے ہیں اس لئے باطل جس راہ سے سر نکالیگا۔ اس کا سر کچلنے کیلئے آپ فوراً طیار ہیں اور جو ذریعہ بھی اشاعت و تبلیغ کا ہو سکے گا۔ اسے اختیار کرنیمیں ذرا تامل اور دریغ نہیں ہوگا۔ ایسی صورت میں اس قسم کے اخراجات کا کوئی تخمینہ یا بجٹ نہیں ہو سکتا۔ حضرت خلیفۃ اول نے بھی یہی سمجھ کر اپنی پہلی تقریر میں اشاعت تعلیم دینی کے کام کو کلیۃً اپنے ہاتھ میں اور اپنی مرضی کے نیچے رکھا تھا۔ مگر بعد کے واقعات نے انہیں اس طرف متوجہ کیا کہ بعض لوگوں کو ابتلاء نہ آجاوے اسلئے وہ کم دخل دیتے جبکہ آج بعض احمق اپنے اختیارات کی تائید بتاتے ہیں لیکن چونکہ ان کے اندر بعض چھپے ہوئے داغ تھے جو اس زمانہ میں ظاہر ہو گئے۔ اسلئے وہ الگ کئے گئے غرض اس قسم کے اخراجات ضروری ہوتے ہیں اور اسکے لئے ضرورت ہے کہ کم از کم پانچ ہزار روپیہ ہر وقت جمع رہے اسلئے احباب توجہ کر کے اس چوبیس ہزار کی رقم کا ۳۱ مارچ تک جمع کر دیں

اپنے جانے والے دوست اور بھائی اور پھر معزز مخدوم کو میں جماعت کیطرف سے بہ حیثیت **خادم قوم** مبارکباد دیتا ہوں اور

بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی و باز آئی

کہتا ہوں۔ ساتھ ہی یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ ایک بڑی امانت لیکر جاتے ہیں اور وہ خدا اور اس کے خاتم النبیین کی امانت ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کی امانت ہے جسکو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا تھا۔ محمدی جماعت کے امام نے ہمیں اس امانت کے پہنچانے کا اہل اور امین سمجھا ہے پس قوم یہ امید کرتی ہے آپ احمد کے نام کو پہونچاؤ گے اور پھیلاؤ گے اور کسی مرحلہ اور مقام پر کوئی عزت یا ذلت کا خیال آپ کو اس امانت کی تبلیغ میں روک نہ ہو۔ قوم خواجہ کمال الدین کے ذریعہ ایک مرتبہ سخت نقصان اٹھا چکی ہے اور اسکی شخصیت نے یا باتوں نے انہیں یقین دلایا تھا کہ وہ احمد کے نام کی تبلیغ کریگا۔ مگر اس نے

قومی اعتماد کی ہتک کی؟ -

اور اسے چھپایا۔ پس آپ اس مثال کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ احمد کے نام میں فتح اور کامیابی ساتھ رکھدی گئی ہے یہ وہ پیاری شخصیت اور مبارک نام ہے اس کو لے کر جس مجلس اور جس قوم میں تم جاؤ گے۔ عزت پاؤ گے جو اس کو چھوڑتا ہے یا چھپاتا ہے۔ یاد رکھو کہ وہ چند روز کے لئے وہ کچھ سکے جمع کرلے۔ یا لوگوں کی واہ واہ اس کے حصہ میں آئے۔ مگر یاد رکھنا یہ خدا کے ملائکہ کی شادمانی اور تولیف نہیں بلکہ شیطان کی ذریت جو احمد کے نام کی دشمن ہے خوش ہو سکتی ہے اسلئے احمد کے نام پہونچانے میں اگر واہ واہ نہ ہو لوگ مخالفت کریں تو گھبرانا نہیں کیونکہ انہیں مصیبتوں کے پیچھے وہ خوشنما اور پیاری صورت کامیابی کی ہے جسکو خدا کے فرشتہ لیکر تم سے مصافحہ کرینگے کیونکہ ازل سے یہ نام کامیاب ہونے کے لئے رکھا گیا تھا۔

پس آپ اس نام کو لے کر اسکے اعلان و اظہار کے لئے جاتے ہو۔ قوم اور اس کا امام اس مقصد کو تمہارے پیرد کرتے ہیں۔ تمہارے پیچھے اور جماعتیں اسی مقصد کیلئے نکلنے والی ہیں۔ تم ان کے لئے بہترین مثال قایم کرنیوالے بنو۔ خدا تمہارا حامی ہو۔ آمین

جاؤ اور خدا کے فضل کے نیچے جاؤ۔ مسافر کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اپنی قوم کو مت بھولنا۔ اسے دعاؤں میں یاد رکھنا اور پھر یاد رکھنا۔ کہ تم خدا اور خدا کے رسول کی امانت لیکر ان قوموں کیطرف جا رہے ہو جو اس امانت کے پانیکے حقدار ہیں۔

خدا تمہارے کاموں میں برکت دے اور اس کے ملائکہ تمہاری نصرت میں لگے رہیں آمین

اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ نے جنکے عہد سعادت کے یہ کارنامے ہیں مولوی غلام محمد صاحب کی مشایعت کے لئے ۳ بجے روانہ ہونے کا خیال ظاہر فرمایا اور اس موقعہ پر قادیان کی احمدی آبادی حضرت کے ہمرکاب اپنے بھائی کو رخصت کرنے کے لئے نکلی گاؤں سے باہر نکلکر آپ نے لمبی دعاء کی اور پھر صوفی صاحب کو خاص نصایح فرماتے ہوئے قریباً دو میل تک پیادہ چلے گئے۔ اور اپنے خادم کو نہایت خوشی عزت اور اخلاص سے رخصت کر کے واپس ہوئے یہ نظارہ قابل دید تھا۔ جو تقریر آپ نے راستہ میں فرمائی۔ اس کو میں قلمبند تو نہیں کر سکا۔ تاہم الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ اس کا مفہوم و خلاصہ دینے کی کوشش کرونگا اور وہ تحریری یادداشت بھی شایع کرونگا۔ جو آپنے مولوی غلام محمد صاحب کو لکھکر دی ہے۔ احباب پیرو بیات بھی اپنے اس سفر پر جانیوالے بھائی کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے ہیں۔

گرانی کی عام شکایت

گرانی کی شکایت روز افزوں ہے، باوجودیکہ ملک میں غلہ بافراط موجود ہے اور آئندہ فصلیں عمدہ اور امید افزا ہیں تو بھی غلہ کے تاجران اپنی من مانی کارروائیوں سے ملک کی بہت بڑی آبادی کو مشکلات میں ڈال رہے ہیں جس سے ملک میں مختلف قسم کی شکایتوں کے بڑھ جانیکا اندیشہ ہے صوبہ پنجاب کے لفٹنٹ گورنر کی کوٹھی پر جو مظاہرہ بھوکوں کا ہوا ہے اس نے اور بھی صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ کو متوجہ کیا ہے اور ایک لاکھ روپیہ گورنمنٹ کیطرف سے منظور ہوا ہے گرانی کا اثر شریف اور سفید پوش طبقہ پر بیحد ہو رہا ہے ہمارے ضلع کے نیکدل ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے ۷ فروری کو ایڈیٹر الحکم کو گرانی کے متعلق تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا صاحب موصوف اپنے ضلع میں گرانی کے انسداد کیلئے بیحد فکرمند ہیں اور پوری کوشش کر رہے ہیں کہ جانیوالا بھوک سے ضایع نہ ہوں اور گرانی کی وجہ سے کوئی بدامنی ہونے پاوے میں ایسے نیکدل ڈپٹی کمشنر کے لئے اپنے ضلع کی رعایا کو مبارکباد دیتا ہوں قادیان میں غلہ بافراط موجود ہے مگر چونکہ ایک ہی خاندان کے لوگ اسکے تاجر ہیں اسلئے وہ اتنا گراں بیچ رہے ہیں کہ شاید ہندوستان میں دوسری جگہ اتنا کم بھاؤ نہ ہو اس وقت تک کہ میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ ۶ سیر گیہوں بیچنے پر اتر آئے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی انسدادی تدابیر اس قسم کی مخلوق کش

سب فروشوں پر جدید قانون کے ماتحت موثر ہونی چاہئیں۔ اور میں توقع کرتا ہوں کہ صاحب ممدوح فوری توجہ فرمادیں گے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کلام سلطان

جند اباغ محمدؐ پہ نضارت آئی
ہر گل وشاخ پہ اک گونہ طراوت آئی
اب نہ کچھ خوف خزاں کر تو ذرا بھی بلبل
تیری فرحت کے لئے گل میں حلاوت آئی
بحر امطا کرے سیراب جو کشت امید
تو سمجھ جا ہل نادان میں فراست آئی
کان احسان وکرم ہے اگر گوہر ولعل
پس وہیں دُر عدن کو ہے نجالت آئی
ایک اُمی کو پڑھایا متحرا میں کیا
دنگ تھے لوگ کہاں سے یہ فراست آئی
دی وہ تاثیر زباں میں کہ بند سے آتے تھے
کفر ٹوٹا تو عجب حق کی وجاہت آئی۔

یہ تو ہیں ماضیٔ خوش وقت کی باتیں یارو
اس زمانہ میں بھی وہ پاک بشارت آئی
کس طرح پورا ہوا دیکھ تو ارشادِ رسول
فضل ایزد سے ہمیں میں سے امامت آئی
فارسی اصل ہوا کدھ میں پیدا بروقت
لایا ایمان ثریا سے ۔ کرامت آئی
توڑ کر پھینکدی اس نے ہی نصاریٰ کی صلیب
ورنہ کب غیر میں تھی ایسی یہ طاقت آئی
نصرت حق جو مسیحا کی تھی ادنیٰ لونڈی۔
جنگ میں دشمن دیں کے بہ تراکت آئی
اُس کے دربار گہر بار کی رونق تھی فزوں۔
شہر رمضان میں گھن کی جو علامت آئی
لاکھوں انعام برومندی خدا نے دیکر
کر دیئے پورے۔ کہا دیکھو صداقت آئی

اپنی اولاد کی خاطر بھی دعائیں وہ کیں
کہ نہ تمثیل ہو جن کی نہ حکایت آئی؟

تھی ابراہیم کی مانند دعائے پدری
واں رسالت تھی اگر یاں بھی خلافت آئی
وعدۂ مصلح موعود والوالعزم وبشیر
دیکھ اللہ نے جتایا کہ بشارت آئی۔
آخر کار ہوا فضل عمر اک لڑکا
نام محمود ہے ۔ کیا کان سخاوت آئی

فضل ایزد سے اٹھا جب وہ خلافت لیکر
صف دشمن کی بُری طرح سے شامت آئی
وہ جو سمجھے کہ ہم ہی سے یہ مشن چلتا ہے
گلشن دیں پہ ہم ہی سے ملاحت آئی۔
مال واملاک انہیں ہم نہ اگر دیں اک دن
آن کی آن میں دیکھو کہ وہ خامت آئی
ہم ہی ہیں باعث اقبال مسیحا بیشک
ورنہ یہ سلسلہ کیا؟ محض جہالت آئی۔

کبر کا کچھ بھی ٹھکانا ہے ذرا دیکھو تو
اسی مشہور مثل کی یہ وراثت آئی۔
کبر ونخوت کا ہی ارذل یہ نتیجہ نکلا
کہ جوان مستخیرہ چشموں میں ضلالت آئی

میرے آقا کو وہ اب غیر نبی کہنے لگے۔
اللہ اللہ! دلِ دشمن میں حقارت آئی
نہ تو اسلام کا عرفاں انہیں ہے حاصل
اور نہ دنیا کی کچھ ان میں ذکاوت آئی
دین کا دنیا پہ تقدیم کا وعدہ بھولا۔
بیوفا ایسے اگر ہیں تو قیامت آئی
ہیں محقق تو نبی ہونے کا سن لیں قصہ
صاف مسلم کی حدیثوں میں روائیت آئی
کچھ سمجھ ہے تو ذرا چشم بصیرت کھولیں
بے نقاب آج یہاں شکل حقیقت آئی۔
خود مسیحا بھی تو کہتے تھے قسم کھا کھا کر
فیض حضرتؐ سے ہی مجھ پر یہ نبوت آئی
پر نہیں ایسوں کو کچھ واسطہ حق جوئی سے
ٹلتے کہکے ہیں جھوٹی یہ حکایت آئی

اسم احمدؐ بھی چبھا خار مغیلاں کی طرح۔
پڑ گئے آبلے سینوں میں غلاظت آئی۔
افترا باز ہی خود بانیٔ فتنہ ہو کر
بپھرے جاتے ہیں۔ کہ ہم ہی میں طہارت آئی
تزکیہ نفس کا کیا خاک وہ پہچانتے ہیں
خود ہی اُن پہ جو غضب سے ہی ہلاکت آئی
توبہ توبہ! ہوئی جاتی ہیں سب عقلیں مسخ
صاحب الرائے کے حصہ میں خباثت آئی
بات یہ ہے انہیں حق بات نہیں بھاتی ہے
سلکِ احمدؐ سے جو ٹوٹے تو ہلاکت آئی۔

تھام لے خامۂ دلکش کو یہاں زور سے اب
کیا کبھی دشمن حق میں بھی ندامت آئی
میرے آقا۔ میرے مرشد کے لئے اللہ سے
فہم آیا ہے فراست یہ ذہانت آئی۔
چشم بد دور مسیحا کی دعا کا ہے اثر
ابن علیلی میں زبردست شہامت آئی
وہ تو محمود ہے ہر کام ہے اسکا محمود
میرے مولیٰ سے یہی اُس کی شہادت آئی
ماجرا کچھ حقیقت کا ہے سبھی جانتے ہیں۔
یاں وجاہت تو واں پہ ہے شناعت آئی
طول ہوتا نہیں ہر بات میں اچھا سلطان
مختصر کر کہ عدو کو بھی ندامت آئی

والسلام۔ خاکسار نذیر احمد سلطان۔
خلف میاں معراج الدین صاحب عمر۔ معالج منزل نوکھا (لاہور)

خریداران الحکم کی توجہ کے قابل

خریداران الحکم کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ کم از کم ایک ایک نیا خریدار مہیا فرما کر ہمیں ممنون ومشکور فرماویں۔

(مینجر الحکم قادیان)

مختصر نوٹ

مبلغین کے ہفتہ وار لیکچر حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مبلغین کی جماعت کیلئے جو ہفتہ وار لیکچروں کا سلسلہ جاری کیا ہے وہ نہایت مؤثر اور مفید ثابت ہو رہا ہے۔ میر محمد اسحاق کے لیکچروں کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد صاحب کا لیکچر **مسئلہ کفر و اسلام** پر اور پھر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا خطبہ مسئلہ دعا پر نہایت کامیابی کیساتھ ہوئے صاحبزادہ صاحب کا غالباً یہ پہلا پبلک لیکچر ہو۔ مگر وہ خدا کی روح اور تائید سے بول رہے تھے۔ صاحبزادہ صاحب خدا تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیۃ اللہ ہیں خدا کی وحی میں ان کو قمر الانبیاء کہا گیا ہے اور یرق طفل بشیر اسکی چشم بصارت و بصیرت کے کھلجانے کا فال ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ ایک قابل گریجویٹ ہیں اور خدا کی رضا کیلئے آخری طور پر سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ فاضل راجیکی کے علوفانہ کلام کی داد میرا قلم نہیں دے سکتا اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک عارفانہ ذوق دیا ہے۔ بہت سے دوست باہر سے بھی ان لیکچروں کے سننے کیلئے آجاتے ہیں یہ سلسلہ نہایت مفید اور بابرکت ہوگا

خواجہ کمال الدین اور عصر جدید عصر جدید نے خواجہ کمال الدین صاحب کی اشاعت اسلام پر ایک مختصر سا نوٹ تازہ اشاعت میں دیا ہے۔ انہوں نے خواجہ صاحب کے موید اخبارات کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اس کام کو کسی انجمن کے ماتحت کرائیں۔ عصر جدید کا اعتراض معقول ہے خواجہ صاحب جبکہ پبلک سے روپیہ لیتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اس نظام اشاعت کو کسی مجلس شوریٰ کے ماتحت کریں اور آمد و خرچ کے حسابات شایع کرکے ان لوگوں کو اطمینان دلائیں جو ان کے احتجاجات پر کر رہے ہیں مگر خواجہ صاحب کے طرفداروں کا یہ جواب تسلی بخش نہیں ہو سکتا کہ صرف وہ لوگ ایسا اعتراض کر سکتے ہیں جنہوں نے چندہ دیا ہے پچھلے دنوں پیسہ اخبار میں خواجہ صاحب کے سکاٹ خریدنے پر اعتراض کیا گیا تھا مجھے خواجہ صاحب نے کہا کہ یہ واقعہ غلط ہے لیکن جب میں نے شایع کرنے کی تحریک کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ بہرحال اب جبکہ خواجہ صاحب ہندوستانی مسلمانوں سے جو ان کے نزدیک کافر بالمسیح ہیں چندہ مانگ رہے ہیں ان کے جذبات کا خیال کرکے فنڈ کی شن کو کسی انجمن کے ماتحت کر دیں تو زیادہ کامیابی کی توقع ہے

افواہیں پھیلانیوالے خطرناک ہیں؟ کسی یہ قسم کی افواہ ہو جو لوگ اس کے پھیلانے کا کام کرتے ہیں انکا وجود سوسائٹی کو شبہات میں ڈالنے میں بڑا اثر رکھتا ہے پچھلے دنوں لاہور کے منکرین خلافت کے مرکز سے حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق ایک بے سروپا گپ تراشی گئی تھی۔ کہ انہوں نے گورنمنٹ پنجاب سے خلیفۃ المسیح یا خلیفۃ المسلمین سنوائے جانے کی درخواست کی۔ اس قسم کی افواہیں ایسے وقت میں جبکہ رعایا کے افراد خصوصاً مختلف سوسائٹیوں کے لیڈر اپنی اپنی جماعتوں کی وفاداری کا اعتماد دلا رہے ہیں وفاداری کے جذبہ کو مخدوش اور مشکوک کر دینے کیلئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ وہ ذاتی اغراض پر مبنی ہے حضرت صاحبزادہ صاحب کی وفاداری کا اظہار سلسلہ احمدیہ کی پولیٹیکل پوزیشن کے اصول پر مبنی ہے جو حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلیفہ اول نے اپنی زندگی میں دکھایا مگر جبکہ صاحبزادہ صاحب کے متعلق ایسا بیہودہ خیال پھیلایا جاوے تو اس سے صرف سلسلہ کے ایک پاک جذبہ اور محکم اصول کو بدنام کرنا ہی متصور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کل ہندوستان کی وفاداری کو بدنام کرنا ہے علاوہ بریں اس طرح پر ہی افواہیں ملک میں پھیلتی ہیں۔ لیکن اب جبکہ گورنمنٹ پنجاب نے اس بے بنیاد افواہ اور افترا کی صاف رد کر دی ہے جیسا کہ دوسری جگہ وہ اعلان درج کر دیا گیا ہے جو حضرت صاحبزادہ صاحب نے درج کیا ہے گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ اس سوال پر غور کرے کہ افواہیں کسطرح پھیلتی ہیں تاہم احمدیہ بلڈنگز کے ان ذمہ دار اشخاص سے یہ ضرور دریافت ہونا چاہیئے کہ ایسی بے بنیاد افواہ جن معتبر اور قابل وثوق ذرائع سے ان کے پاس پہونچی ہے وہ کونسے ہیں تاکہ گورنمنٹ کو ایک ایسے عنصر کا پتہ لگ جاوے جو بے بنیاد افواہوں کو قابل وثوق بنانے والوں کی ایجنسی میں کام کرتا ہے۔

وصیتیں

آج قبر بہشتی مقبرہ کی طرف سے ذیل کا مضمون برائے اشاعت موصول ہوا ہے ان میں سے صرف ان اشخاص کا نام درج ہے جنہوں نے صرف ماہ جنوری میں وصیتیں کی ہیں اس تعداد سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی انسانی تحریک اور کوشش خدائی کاموں کو روک نہیں سکتی!

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

نمبر وصیت + نام موصی مع مفصل پتہ سکونت

۸۳۷۔ محمد خان ولد کرم داد خان گوندل ساکن کوٹ گوندل حال وارد چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودہا۔ خلاصہ وصیت اپنی جائداد مالیتی ۱۹۰۰ روپیہ کے دسویں حصہ کی بعد از وفات وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہے۔

۸۴۰۔ مسماۃ محمدی بی بی زوجہ محمد خاں گوندل مذکورہ بالا + خلاصہ وصیت اپنے زیور قیمتی ماکدر ۲۲۵ کے ۱/۱۰ حصہ کی۔

۸۴۱۔ مسلماۃ بیگم بی بی زوجہ میاں خاں ورک ساکن کوٹ گوندل حال وارد چک نمبر ۹۹۔ شمالی سرگودہا خلاصہ وصیت اپنی جائداد ماالملک ۲۰ کے ۱/۱۰ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے

۸۴۲۔ بختاور بی بی بیوہ غلام حسین مرحوم قریشی ساکن چک نمبر ۹۹ شمالی نہر جہلم + بعد از وفات وصیت کرتی ہے اپنی جائداد ماملک کے ۱/۱۰ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے۔

۸۴۳ حیات بیگم زوجہ محمد ابراہیم بقاپوری حال وارد چک نمبر ۹۹ شمالی نہر جہلم۔ اپنی جائداد ماملک ۱۵ کے ۱/۱۰ حصہ کی بعد وفات وصیت کرتی ہے

۸۴۴ صالحہ بنت پیر محمد منظور محمد صاحب اہلیہ میر محمد اسحاق صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور + اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی جسکی قیمت ۱۱۰۰ روپیہ ہے وصیت کرتی ہے +

۸۴۵ میر حسین و محمد حسین پسران محمد اشرف صاحب مرحوم ساکن ٹرپئی تحصیل و ضلع امرتسر + اپنے ۵ للملک ایکڑ کا ہبہ باقاعدہ عنقریب کر دینگے اور مکان سکونتی ۳۰۰ اور نقد ۵۰۰ کل ۸۰۰ کا ۱/۱۰ حصہ ۸۰ روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دیں گے

۸۴۶۔ مسماۃ بصری۔ زوجہ منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ سیگزین شہر فیروز پور۔ اپنے زیور مالیتی ۱۸۰ کا ۱/۱۰ حصہ بعد وفات بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہے۔

۸۴۷۔ مسماۃ زینب بی بی زوجہ بابو محمد فاضل سب اوورسیر میونسپلٹی فیروز پور اپنے زیور ۶۵۰ کا ۱/۱۰ حصہ کی بعد وفات وصیت کرتی ہے +

۸۴۸۔ میر محمد اسحاق ولد میر ناصر نواب صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور + اپنی تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کرکے ادا کرتا رہوں گا

ہندو کی قسمت کا فیصلہ عام پبلک اور بالخصوص ہندو کے پریس یہ افسوسناک خبر پہلے سن چکے ہیں کہ اخبار ہندو کی اشاعت ۱۹ دسمبر ۱۹۱۴ء سے التوا میں ہے اور وہ بھی کسی سرکاری حکم اور عدالت کی وجہ سے نہیں بلکہ محض پریس کی مشکلات کی وجہ سے التوا میں ہے کیونکہ خانہ تلاشی کے چند روز بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے مجھے بلا کر فرمایا تھا کہ خانہ تلاشی سے ایسی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی جس پر کوئی قانونی

کا روانی کی جاسکے۔ لیکن یونین پریس کے انکار کر دینے کے بعد پریس کی پیچیدگی دن بدن بڑھتی گئی۔ جسکی تفصیل ایک طویل قصہ ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ سردست روزانہ یا ہفتہ وار اخبار کا چھپنا اس وقت تک قریباً ناممکن ہی معلوم ہوتا ہے جب تک کہ خود ہی پوری عمارت داخل کرنے اور مشین خریدنے کیلئے روپیہ کا معقول انتظام نہ کر لیا جائے اگرچہ میں اس پہلو سے بھی غافل نہیں ہوں۔ لیکن سردست بالکل خاموش بیٹھے رہنے کی بجائے میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ ہندو کو ماہوار رسالہ کی صورت میں جاری کروں۔ چنانچہ رسالہ کا ڈیکلریشن منظور ہو گیا ہے اور ماہ مارچ ۱۹۱۵ء سے باقاعدہ شائع ہونے لگے گا۔ اور جب پریس کا انتظام ہو جائیگا۔ روزانہ اور ہفتہ وار کسی اور نام سے جاری کر دیئے جائینگے +

ماہوار رسالہ ہندو کیا ہوگا؟ اسکے متعلق یہ عرض کر دینا کافی ہے کہ دوسری اقوام و مذاہب کا پورا احترام ملحوظ رکھتے وہ صحیح معنوں میں ہندو ہوگا۔ اور اپنی جاتی کو مفید اور ٹھوس ہندو لٹریچر بہم پہنچا کر اس میں ہندو کریکٹر اور ہندو دھرم کا سنچار کرے گا۔ اور بھارت میں پھر ایک خوش ہندو جیون کی زبردست لہر چلائیگا۔ جو کہ آج غیر مذاہب اور تہذیبوں کے اثر سے قریباً مفقود ہے۔ رسالہ کی چھپائی و لکھائی اور کاغذ ہر ایک چیز بلا مبالغہ بے نظیر اور نہایت اعلیٰ ہوگی۔ سائز ۲۰×۳۰/۸ یعنے ادیب اور العصر کے برابر جم ۵۶ صفحے۔ سالانہ چندہ معہ محصول ڈاک للہ روپیہ ہوگا۔ اور ایک پرچہ کی قیمت چھ آنہ ہوگی!

پبلک کا ادنےٰ خادم ہری لال شرما ایڈیٹر ہندو لاہور

سابقون بالخیرات

ای نمبر ۱ کسی دوسری جگہ میں نے لکھا ہے کہ القول الفصل کی اشاعت پر کثیر رقم خرچ آچکی ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ کا جواب بھی ڈیڑھ سو صفحہ تک یا شاید اس سے بھی زیادہ ہو۔ یہ اشد ضروری مصارف قومی توجہ اور فوری توجہ کو چاہتے ہیں۔ ابھی ان سطور کی سیاہی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ ۲۲ فروری کی ڈاک میں برادرم سراج الدین صاحب سود اگر جرم کا نہایت اخلاص سے بھرا ہوا خط ملا۔ جس میں وہ لکھتے ہیں:۔ کہ میں اپنے دلی شوق سے آپ کی خدمت عالیہ میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف "کہ القول الفصل کی سو جلد چھاپی اور جو القول الفصل کا جواب پیغام

کلکتہ کا ڈاکٹر برمن

اخبار الحکم میں عرصہ دراز سے کلکتہ کے مشہور و معروف ڈاکٹر ایس کے برمن کا اشتہار شائع ہو رہا ہے الحکم میں بہت ہی کم کسی اشتہاری کارخانہ کے متعلق نوٹس لیا گیا ہے ایک مرتبہ گجرات کے حکیم میاں اس صاحب کے متعلق لکھا گیا تھا کہ انہوں نے محض پبلک کے فائدہ اور رفاہ کیلئے ملریک کا رخانہ بھی کھول رکھا ہے اسکی آمدنی ذاتی کاموں میں صرف نہیں کرتے ایسا ہی ذاتی طور پر پنڈت ٹھاکر دت صاحب کی امرت دھارا پر بھی پسندیدگی اور نفیر ہونیکا اظہار کیا تھا۔ آج میں ایک عرصہ کے ذاتی علم کی بنا پر کلکتہ کے مشہور و معروف ڈاکٹر ایس کے برمن کے کارخانہ کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں ڈاکٹر ایس کے برمن کا کارخانہ ایک طبی کارخانہ ہے اور اپنی خوش معاملگی اور نفیس اور کم خرچ ادویات کیلئے ملک میں مشہور ہوا ہے اشتہاری ادویات علی العموم گراں قیمت ہوتی ہیں مگر ڈاکٹر ایس کے برمن کی ادویات قلیل القیمت اور کثیر المنفعت ہیں ڈاکٹر صاحب کی خوش معاملگی قابل تعریف اور اشتہاری لوگوں کیلئے واجب التقلید ہے۔ کارخانہ کی کامیابی اسکی نفع رساں ادویات کی عمدگی کا ایک بین ثبوت ہے میں اپنے احباب کے ناظرین کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر انہیں کسی عمدہ دوا کی ضرورت ہو تو وہ ڈاکٹر ایس کے برمن سے فائدہ اٹھائیں۔ یقیناً انہیں اس معاملہ میں کوئی دھوکہ اور مغالطہ نہیں ہوگا۔

(ایڈیٹر الحکم قادیان)

خواجہ کمال الدین صاحب موت کی خوشی یا اخلاق

نمبر (۴)

خواجہ صاحب کی بیعت ارشاد

گذشتہ نمبروں سے ناظرین الحکم کو واضح ہو گیا ہے کہ خواجہ صاحب واقعات کے بیان کرنے میں کس قدر احتیاط سے کام لیتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے کلام کو سمجھا ہی نہیں اور یا اسے اپنے مطلب کے سانچے میں ڈھال لیا۔ آج میں خواجہ صاحب کی بیعت ارشاد کی حقیقت کا راز طشت از بام کرنا چاہتا ہوں میں بتا آیا ہوں کہ خواجہ صاحب اپنی اور اپنے دوستوں کی علیحدگی یا اپنے ذاتی نقص کو نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ناکامی کی دلیل قرار دیتے ہیں انکے خیال کے موافق لوگوں کے منکرین خلافت کے زمرہ میں داخل ہونے کی وجہ سے وابستہ خلافت جماعت کو گمراہی پر جمع ہو جانیوالی قبول کر لینا آسان ہے مگر ان چند نفوس کو جماعت سے باہر کر دینا مشکل۔ خیر یہ مشکل واقعات حل کر کے دکھا دینگے وہ منتظر رہیں۔

خواجہ صاحب نے جنوری ۱۹۱۴ء کی شورش (خلافت کے متعلق ہوئی اور جس میں خواجہ صاحب لاہور کے ایک مخفی اجلاس میں ایڈیٹر الحکم کو قادیان نکالنے کا ریزولیوشن پاس کر کے آئے تھے) میں ہونیوالی بیعت کو بیعت ارشاد قرار دیا ہے اور بار بار لکھا ہے کہ یہ الفام تھا جو خواجہ صاحب اور ان دوستوں پر ہوا چنانچہ فرماتے ہیں کہ قدر ظلم اور افترا ہے کہ مشہور کیا گیا ہے کہ ہمنے انکی مخالفت کی اور انہوں نے تجدید بیعت ہم سے کرائی۔ آہ! آج ضدیت نے ایک الفام کا نام نالائقی تجویز کیا ہے!" ص۵۹ پھر اس تجدید بیعت کے متعلق فرماتے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے مجھے بیعت دوبارہ لی یہ بالکل سچ ہے بیعت کرام کی بیعت ارشاد کیا تم ایمان سے کہہ سکتے ہو کہ انہوں نے مجھے تجدید بیعت کرائی؟ وہ بیعت ارشاد تھی نہ بیعت توبہ کی تجدید اسکے بعد ایک اور بیعت ہے جانی ہے اور وہ ہے بیعت دم۔ اب جاؤ صوفیائے کرام کے حالات پڑھو اور دیکھو کہ وہ بیعت ارشاد کس مرید سے لیتے ہیں وہ سلسلہ میں داخل کرتے وقت مرید سے بیعت توبہ لیتے ہیں اور جب اس میں اطاعت کی استعداد دیکھتے ہیں تو اسے بیعت ارشاد دیتے ہیں" ص۵۸

خدارا خواجہ صاحب کے ان فقرات پر کر غور کرو۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کس قسم کا ایمان رکھتے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب **سلسلہ احمدیہ کو علی منہاج النبوۃ نہیں مانتے تھے** بلکہ ایک معمولی صوفیائے کرام کا ایک طریق سمجھتے ہیں بجائیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اور مسیح موعود اور مہدی کے نام سے ایک نبی کے رنگ میں ہوئی۔ اس سے بڑھکر جو عجیب بات آپ کے منہ سے کہلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ نعوذ باللہ کہ **خواجہ کے اعتقاد میں حضرت مسیح موعود ناکام تھے**" آپ میرے اس نتیجہ سے تعجب نہ کریں خواجہ تسلیم کرتا ہے بلکہ دوسروں سے تسلیم

کرانا چاہتا ہے) بیعت ارشاد اسوقت کسی مرید سے لی جاتی ہے جب اس میں استعداد اطاعت پیدا ہو جاوے کیا خواجہ صاحب اور ان کے دوست کہہ سکتے ہیں کہ

کہ یہ عزت حضرت مسیح موعود کے عہد میں انہیں حاصل تھی

اسپر دونوں طرف سے خواجہ صاحب کے لئے سوت ہے یا وہ حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ ناکام قرار دینگے اور یا اپنی نالیاقتی اور نافرمانی کا اقرار کرینگے کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے یا انکے دوستوں سے وہ بیعت ارشاد جو حضرت خلیفۃ المسیح نے نہیں لی تھی اور بیعت ارشاد بقول خواجہ صاحب اسوقت لی جاتی ہے جبکہ مرید میں استعداد اطاعت پیدا ہو جاوے دوسرے الفاظ میں یوں کہو ۱۸۹۲ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں میں یہ استعداد پیدا نہیں ہوئی تھی شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ

وہ طریق احمدیہ میں نابالغ تھے

جبکہ سلسلہ میں اسپر سولہواں سال آیا تو وہ بیعت ارشاد کے قابل پائے گئے اور وہ بھی ایسے موقعہ پر جب انہوں نے خلیفہ کی مخالفت کی "ہمارے دوستوں کا اختیار ہے کہ یا تو وہ انکی نالیاقتی کا اعتراف کریں یا اس مسئلہ کو نعوذ سمجھ لیں لیکن خواجہ صاحب کے نعرہ کو ضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ

یہ خواجہ صاحب کی نالایقی کی دلیل ہے

اسکے علاوہ ایک اور امر قابل غور رہجاتا ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا ایک بھی مرید ایسا نظر نہ آیا جسپر وہ یقین کرتے کہ اس میں استعداد اطاعت پیدا ہو گئی ہے اور وہ خواجہ صاحب کی سی بیعت اس سے لیتے خواجہ کے عقیدہ کے موافق یہ مقام حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی حاصل نہ ہوا ایک یہ کہ ہم میں سے کوئی اس امر کی شہادت نہیں دیسکتا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے حضرت مسیح موعود نے دوبارہ بیعت لی ہو۔ یہ ہے وہ انعام جسپر خواجہ صاحب آہیں بھرتے ہیں۔ اور یہ کہنے پر کہ انہوں نے بجائے بیعت کی اپنے سابق دوستوں کو کہتے ہیں۔

میں اس بیعت ارشاد پر ایک اور پہلو سے بھی کلام کرتا ہوں بیعت خواہ اگر یہ انعام تھا تو پھر کیوں ایڈیٹر الحکم کے حق میں اس کو انعام قرار نہیں دیا جاتا۔ خواجہ صاحب ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر مسجد مبارک میں بیعت کرنیوالا مولوی محمد علی کے علاوہ وہ بھی تو تھا۔ اس انعام سے اس بیچارے کو کیوں محروم لکھا جاتا ہے خواجہ صاحب کیلئے تو انعام اور یعقوب کیلئے تنبیہ۔ سچ ہے

بدنصیبی اسکو کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں + آتی ہی خاصیت اکسیر آدھی رہ گئی

خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کو وہ مقام جو حضرت مسیح موعود کے وقت میں حاصل نہ ہو سکا وہ حضرت خلیفۃ اول کی مخالفت میں حاصل ہو گیا شاید خلافت ثانی کی مخالفت بھی اسی چسکہ کی بنا پر کی ہوگی کہ اب اس سے بھی بڑھ کر

بیعت دم

کا انعام نازل ہو مگر خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کو مایوس ہو جانا چاہیئے کہ سلسلہ احمدیہ میں بیعت دم نہیں حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو صرف

کا سفید جھنڈا دیکر کھڑا کر گیا ہے۔ بہرحال خواجہ صاحب اور ان کے امیر اپنے اس دیرینہ رفیق کو نہ بھولیں کہ جب وہ خلافت اول کے وقت باوجود انکی مخالفت رائے کے اس محل انعام پر کھڑا ہو گیا۔ تو اس وقت بھی وہ اسی عقیدہ پر ہے جسپر پہلے تھا اسلئے اگر پھر اسپر کوئی

انعام تجدید بیعت

کا ہو تو مجھے یاد رکھیں۔

ناظرین! خذ کیلئے غور کرو کہ خواجہ کا یہ فلسفہ اور عذر کیسا بودا اور رکیک ہے۔ بتجدید بیعت کرنا کیا جرم ہے۔ عیسائیوں کو جیسے دھوکا لگا کہ استغفار کرنا گناہ کا لازمی نتیجہ ہے اسی طرح سے تجدید بیعت خواجہ صاحب کے سانپ کیطرح کاٹتی ہے حالانکہ تجدید بیعت تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر بھی کی۔ اچھا تھوڑی دیر کیلئے مان لو کہ یہ تجدید بیعت نہ تھی بلکہ بیعت ارشاد تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح نے خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی سے اسلئے لی تھی کہ وہ خلافت کے مخالفین سمجھے گئے تھے۔ اور اسکا صلہ ان کو بزعم انعام دیا گیا اور مجھے باوجود خلافت کا متبع اور مؤید ہونیکے بطور سزا ان کے ساتھ لگا دیا گیا کیونکہ انعام تو تب تھا جب میں بھی مخالفت کر کے بیعت کرتا مگر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایمان سے ان الفاظ کا اظہار کریں جس میں انہوں نے بیعت کی تھی۔

اگر تو وہ بیعت انہیں الفاظ سے جو بیعت کے عام الفاظ میں شروع ہوتی تھی تو صاف ظاہر ہے کہ تجدید میں بیعت تھی اور اگر الفاظ اور تھے تو بیعت ارشاد ہی اسکا نام رکھینگے مگر وہ لوگ جب تک زندہ ہیں اس وقت موجود تھے بلکہ جب تک دنیا موجود ہے کبھی یہ تسلیم نہیں کیا جائیگا کہ

خواجہ اس بیان میں سچ کہتا ہے!

افسوس اس کو عذر گناہ بدتر از گناہ کہتے ہیں۔ خواجہ صاحب!

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را + مرشوئے گردہ را نبود زیب دفتری"

یہ ہے خواجہ صاحب کی بیعت ارشاد کی حقیقت سچ اور حق یہی ہے کہ انہوں نے خلافت کا مقابلہ کیا اور خود خواجہ کو بھی اقرار ہے جیسا وہ کہتے ہیں کہ

چلو نواب صاحب مکرم حلفیہ بیان کریں کہ ۱۹۰۸ء قادیان میں حضرت حکیم صاحب کے تنازعہ خلیفہ کے اختیارات کا نہیں رہا؟ صفحہ ۵۵

یہی وہ سر پر چڑھ کر بولنے والا جادو ہے۔ اب خواجہ صاحب خود مخالفت کا اقبال کرتے ہیں اور یہی ہم کہتے تھے کہ یہ لوگ مخفی طور پر ریشہ دوانیاں کرتے تھے۔ مگر کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ ان کو خیال تھا کہ اگر جماعت سے

خارج کر دیا گیا تو عبدالحکیم کا سا حشر ہوگا۔

اسلئے کوشش یہی رہی کہ اسوقت تک ملا کام کرتے رہو بعد میں دیکھا جاویگا۔ چنانچہ میں یہ واقعات سے ثابت کر چکا کہ ان لوگوں نے صاف اقرار کیا کہ ہم کو تو خلافت ثانی کا ڈر ہے۔ مولوی محمد علی نے حضرت خلیفۃ المسیح کو ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے صاف لکھا تھا کہ

اصل سوال جہانتک میں دوسرے رقعہ سے سمجھتا ہوں موجودہ خلافت کے متعلق نہیں بلکہ آئندہ خلافتوں کے متعلق ہیں!

مولوی محمد علی صاحب انکار کرینگے تو ان کے خط کی نقل شائع کر دیجائیگی جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھی تھی۔

افسوس آج مولوی محمد علی صاحب کثرت اور قلت کی بحث کرتے ہوئے اپنی کمی تعداد کی تائید میں دلائل پیش کرتا ہے مگر اسے کیا معلوم تھا جبکہ وہ ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح کو خط لکھ رہا تھا کہ اسکے قلم سے جو الفاظ نکل رہے ہیں وہ آئندہ اسکے لئے بھی

اخلاقی موت کا وارنٹ ہوں گے۔

میں یہاں ان کو دوہرا دینا بے محل نہیں

پانا رئیس المنکرین مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:-

جب کوئی ایسا تنازعہ ہوگا اور خدا کرے کہ ایسا دن نہ آئے تو ضرور ہے کہ خلیفہ یا انجمن میں سے ایک ناحق اور غلطی پر ہو اور میں یقین رکھتا ہوں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء اس سلسلہ کو ترقی دینے اور اسے دنیا میں غالب کرنیکا ہے

اسلئے وہ ایسے موقعہ پر بڑے حصہ قوم کو ناحق اور غلطی پر نہیں چھوڑ دیگا۔

مگر آج مولوی محمد علی صاحب کو یہ باتیں بھول گئی ہیں۔ اور قوم کے بڑے حصہ کو وہ ناحق اور غلطی پر یقین کرنے کیلئے اسلئے مجبور ہیں کہ وہ انکے دام میں نہیں آیا۔

یہ اقتباس میں نے مولوی محمد علی صاحب کے خط بنام حضرت خلیفۃ المسیح مورخہ ۱/۹ ۱۲ سے ضمناً دیا ہے تاکہ یہ ظاہر کر دیا جاوے کہ ان لوگوں کے خیالات اور منصوبہ سازیاں آئندہ خلافت کے متعلق کیوں اور کب سے شروع ہیں"۔ خواجہ صاحب کی خودکشی کے مضمون میں ذکر ضمناً آگیا ورنہ ان امور کیلئے ایک دوسرا وقت ہے بہرحال خواجہ صاحب کی بیعت ارشاد کی یہ حقیقت ہے، ہمارے جن دوستوں کے سامنے خواجہ صاحب اس فخر کا اظہار کریں انہیں چاہیئے کہ وہ خواجہ صاحب سے مندرجہ ذیل سوالات ضرور کریں (۱) کیا حضرت مسیح موعود نے اپنے کسی مرید میں یہ استعداد دیکھی جو اس سے اسطرح پر ایک جلسہ کے بیعت ارشاد لیتے؟ (۲) کیا تم میں بھی باوجود ان مہربانیوں اور خصوصی تعلقات نوازش کے جنکا اظہار تم اپنے رسالہ میں کرتے ہو یہ قابلیت پیدا نہیں ہوئی تھی؟ اگر ہوئی تھی تو تاریخ سلسلہ احمدیہ میں واقعہ اور جلسہ بتاؤ جسمیں تم سے اسطرح پر بیعت لی گئی ہو۔ (۳) کیا اس بیعت ارشاد میں تم نے وہی الفاظ دوہرائے تھے جو عام طور پر حضرت خلیفۃ المسیح بیعت کے وقت کہلواتے تھے یا اور الفاظ تھے (۴) ایڈیٹر الحکم بھی ہمارے اس مستیذیں میں شریک ہو کر داخل انعام ہو چکا تھا یا نہیں؟ مگر کیا اس وقت تمہارے اور ایڈیٹر الحکم میں خلافت اور انجمن کے تعلقات کے متعلق مختلف رائیں تھیں یا نہیں۔ پھر کیا انعام تمہاری مخالفت پر بھی مل سکتا تھا؟

ان سوالات کے ہمارے پرانے رفیق خواجہ کی الغائی بیعت ارشاد کی حقیقت کھول دیں گے۔

(باقی اگلے نمبر میں)

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی سنہ ۱۹۱۵ء کی بلاقیمت

نہایت خوبصورت بنی ہے جگہ جتنا کاغذ خوشخط اور سندر لکھائی ہے اور چھپی بھی صاف ہے یہ جنتری بلاقیمت وقصول بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو لیٹک کارڈ پر متفرق جگہ کے دس شریف اور پکے پڑھے اشخاص کا نام اور پورا پتہ لکھ بھیجنے سے واپسی ڈاک سے جنتری آپکی خدمت میں پہنچیگی۔

ڈاکٹر ایس کے برمن تارا چند دت نمبر ۵ و ۶ اسٹریٹ کلکتہ

نیت سے حمل کرنا

[illegible]

[illegible]

مندرجہ ذیل میں سے جو مناسب سمجھیں صرف ایک کارڈ لکھکر

مفت

منگوا کر واقفیت حاصل کریں آپ اس کو دیکھکر خوش ہونگے

رسالہ امرت جسکے اندر دنیا میں نئی ایجاد۔ تقریباً کل امراض کا ایک ہی علاج مشہور مقبول عام دوائی

امرت دھارا رجسٹرڈ

جو سرکاری رجسٹری ہو چکی ہے کا مفصل بیان ہے ایسے دیکھنے کے قابل ہے کسطرح ایک ہی دوائی اتنے فائدے کر سکتی ہے جو امرت دھارا کا نسخہ سوائے جی اور کوئی

رسالہ امراض مخصوصہ مردان مردوں کی مخفیہ امراض کے اسباب اور علاج آجکل کیحالت کا مکمل نوٹ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ گمشدہ طاقت کے مایوس مریض اس کو پڑھ کر کہا کرتے ہیں کاش کہ ہم اس کو اول دیکھتے یہ چالیس صفحہ کا رسالہ بھی مفت ہے

فہرست ادویات دیش ایجنٹ امرت دھارا ادشد مالیہ یہ فہرست ادویات کے نام اور ان کے صرف ضروری اوصاف بتلاتی ہے اسکے اندر طبی کتب مصنفہ بشر مان کوئی دلنواز پنڈت ٹھاکر دت شاستری موجد امرت دھارا و ایڈیٹر اردو ہندی دیش ایجنٹ کی فہرست بھی موجود ہے

طبی اخبار دیش ایجنٹ اردو میں ہفتہ وار اور ہندی میں پندرہ روزہ ہے ہندوستان بھر میں کوئی ہفتہ وار طبی اخبار سوائے اسکے نہیں ہے جسکو ذرا بھی حکمت کا خیال ہے وہ دیکھتے ہی اسکے خریدار بنجاتے ہیں نمونہ مفت ملتا ہے قیمت سالانہ (۲) شستماہی ۱۰ سہ ماہی ۱۲ ہندی کی سالانہ قیمت ۲

نوٹ ایجنٹ بننے میں بڑا فایدہ ہے ہمارے لایق ایجنٹ بہت کماتے ہیں قواعد آسان ہیں۔

(خط و کتابت دتار کا پتہ) امرت دھارا لاہور

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے

بچہ اگر تندرست نہ ہو

تو اسکو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے

اسکے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے

بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو شدرستی کی نشانی ہے

علامت، استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے

اسکاٹ اینڈ بون مینیجنگ کمیٹس فنڈس

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمون کی تیزی وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل دھواں دھار ہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں کسی کو کیا ہے **معجون طلسمی** توائے تناسل درجوانی کی غلط کاریوں یہ امراض لاحق ہوتے ہیں میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر ایک قسم کی شکایات کیلئے انشاء اللہ مفید ہے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کی وجہ سے اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہونچتی ہے ہمارے اس طلاء سے فائدہ اوٹھائیں انشاء اللہ ضرور اس کو مفید پائینگے۔

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں رفع کرنیوالا

قیمت فی بکس عہ

حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین مالک شفاخانہ لعلیہ بلیگڑھ ضلع دہلی

ایک افترا کی تردید

Digitized by Khilafat Library

گورنمنٹ کی شہادت

مجھے کچھ حیرت ہوئی۔ ایک اشتہار کے ذریعے سے اس خبر کی تردید کروائی تھی جو میری نسبت احمدیہ بلڈنگ لاہور سے شائع کیگئی تھی کہ گویا میں نے گورنمنٹ سے کوئی درخواست اس مضمون کی کی تھی کہ وہ مجھے خلیفۃ المسلمین یا خلیفۃ المسیح سب مسلمانوں سے متواتر دے یا یہ کہ ان لے تو میں گورنمنٹ کی خدمت کر سکتا ہوں لیکن گورنمنٹ نے اس سے انکار کیا۔ اور میں نے اس اشتہار میں لکھا تھا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔ یعنی جو جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔ پس اگر میری نسبت مشہور کرنیوالے جھوٹے تھے تو یہ لعنت ان پر پڑتی تھی۔ لیکن اگر وہ سچے تھے تو یہ لعنت مجھ پر پڑتی تھی۔ لیکن باوجود ایسے سخت انکار کے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے میرے اس اشتہار کی تردید میں ایک اعلان شائع کرایا۔ جس میں پھر اس خبر کی صحت پر زور دیا ہے۔ اور ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خبر نہایت وثوق سے سنی گئی تھی۔ اور اس کے باور کرنے کے لئے ہمارے پاس بہت سی وجوہ بیرونی بھی تھے۔ اوّل۔ میاں صاحب کی خلافت پر لاٹ صاحب کو تار دلوایا پھر گورنمنٹ کے پاس ایک وفد بھیجا گیا۔ اس کے بعد ایک اور درخواست گورنمنٹ کے پاس بھیجی گئی۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ خبر ہم نے نہیں بنائی۔ بلکہ ہم نے کسی اور شخص سے سنی تھی۔ اور میاں صاحب نے من وجہ ہم پر افتراء کا الزام لگانے میں تقویٰ سے کام نہیں لیا اور لکھا ہے کہ اب بھی میاں صاحب کا انکار صرف اسقدر ہے کہ میں نے گورنمنٹ سے کوئی خطاب نہیں مانگا۔ اصل درخواست کا انکار نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر صاحب نے جو ثبوت اپنے خیال کی تصدیق میں پیش کئے۔ انکی نسبت تو اسقدر کہنا کافی ہے کہ جو کچھ وہ میری نسبت منسوب کرتے ہیں وہ بعینہٖ اس کے مطابق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے وقت میں کیا گیا۔ اور جو حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول۔ کے وقت میں ڈاکٹر صاحب کے دوست کرتے رہے۔ میری خلافت کے وقت جو تار دیگئی۔ اس سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ سے میں نے کوئی مطالبہ کیا حضرت خلیفہ اول کی وفات پر خلافت کے قیام کے متعلق جب مختلف جماعتوں کو تار دئے گئے۔ تو شیخ محمد نصیب صاحب نے جو دفتر سکرٹری کے ہیڈ کلرک تھے۔ مجھے بتایا کہ حضرت خلیفہ اوّل کے خلیفہ ہونے پر ایک تار لاٹ صاحب کو بھی دیگئی۔ اور ایک چھٹی ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کو بھی بغرض اطلاع لکھی گئی تھی۔ اب بھی اسی طرح کر دینا چاہیئے۔ مجھے نہیں یاد کہ اس کے جواب میں کیا کہا۔ مگر کسی شخص نے جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں تار دیدی۔ پس یہ جو کچھ ہوا۔ پہلی مثال کے تتبع میں ہوا۔ جس کے ذمہ دار خواجہ صاحب یا مولوی محمد علی صاحب ہو سکتے ہیں کہ اول الذکر اس وقت سکرٹری انجمن تھے اور دوسرے صاحب لیٹ سکرٹری ہونیکی وجہ سے بسبب تجربہ سابقہ کارکن اعظم۔ باقی رہا وفد کا بھیجنا سو یہ بالکل افترا ہے کوئی وفد نہیں بھیجا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کو یا تو خبر غلط ملی ہے یا وہ وفد کے معنے غلط سمجھتے ہیں۔ جناب لفٹنٹ گورنر صاحب پچھلے سال دورہ پر ضلع گورداسپور تشریف لائے تھے۔ اور پھر تحصیل بٹالہ میں بھی آپ نے چند دن قیام فرمایا تھا۔ اور ایک ایسی جماعت کا امام ہونے کی وجہ سے جو زیادہ تر پنجاب میں ہی پھیلی ہوئی ہے میرا فرض تھا کہ میں آپ سے ملتا یا بعض احباب کو آپ کی خدمت میں بھیجتا۔ جب آپ قادیان سے صرف چند میل پرے ہوئے تھے۔ عین وقت پر خبر سنکر میں نے چند دوستوں کو بھیجا کہ آپ سے جا ملیں۔ چنانچہ ہز آنر نے نہایت فراخ حوصلگی اور مہربانی سے ان سے ملاقات فرمائی۔ سلسلہ سے دلچسپی رکھنے کے اظہار کے علاوہ قادیان دیکھنے کی خواہش بھی ظاہر فرمائی۔ اور فرمایا کہ آپ کی جماعت کی وفاداری پر گورنمنٹ کو پورا بھروسہ ہے اسی طرح قادیان کے ریل سے محروم ہونے پر بلا کسی تحریک کے اظہار افسوس فرمایا اور کہا کہ آپ لوگ اس معاملہ کے متعلق باقاعدہ تحریک کریں اگر یہ بات کوئی مذموم پہلو اپنے اندر رکھتی ہے تو جناب ڈاکٹر صاحب کو اول تو ایسی گورنمنٹ کی ملازمت سے استعفا دیدینا چاہیئے جس کے اعلیٰ افسروں سے ایسے وقت میں ملاقات کرنے پر کہ جب وہ خود کسی مقام پر ہوں یا اس کے قریب سے گذر رہے ہوں انسان مطعون ہو جاتا ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود پر اعتراض کریں کہ جب فنانشل کمشنر صاحب بہادر دورہ پر قادیان تشریف لائے تھے تو آپ نے اس خبر کو سنکر تمام جماعت کے ذی حیثیت آدمیوں کو خطوط لکھ کر قادیان بلوایا۔ اور ان کے قادیان آنے سے پہلے زمین مدرسہ میں ایک بڑا دروازہ لگوایا گیا تھا۔ اور ان کے خیمہ تک ایک عارضی سڑک بنا دیگئی تھی۔ اور جس وقت انکی آمد کی امید تھی تمام جماعت کو جہیں حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل اور مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے حکم دیا تھا۔ کہ اس دروازہ کے دونوں طرف دو رویہ کھڑے رہیں اور پھر مجھے اپنا قائم مقام کرکے آپ کے استقبال کے لئے آگے بھیجا تھا۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب کو میرے ساتھ کیا تھا

کہ جہاں آپ ملیں ان سے یہ بھی عرض کر دیں کہ میں بسبب ضعف اور بڑھاپے کے آگے نہیں آسکتا۔ اس لئے اپنے بڑے بیٹے کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجتا ہوں جبپر اسوقت چہ میگوئیاں بھی ہوئی تھیں کہ آپ نے بڑا ایٹی کیوں فرمایا۔ غرضکہ خواجہ صاحب میرے ساتھ گئے تھے اور قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر برنا فینانشل کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور پھر ہم سب انکے ساتھ ہی انکے مقام تک آئے تھے جہاں دروازہ پر تمام جماعت دو رویہ کھڑی تھی اور بڑے بڑے آدمیوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ پھر دوسرے دن خود حضرت مسیح موعودؑ آپ سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے تھے اور آپکی دعوت کے لئے شیخ رحمت اللہ صاحب کو ہی غالباً غرض انتظام مقرر کیا گیا تھا۔ کوئی تعجب نہیں کہ اس دو رویہ صف میں خود جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی ہوں اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی۔ پس پہلے آپ حضرت مسیح موعود پر اعتراض کریں کہ "اظہار وفاداری تو ہم سب کا شعار ہے اور احمدی جماعت کی وفاداری ایک مسلمہ امر ہے لیکن احمدی وفاداری" اس طرح جماعت کو جمع کرنے دروازہ بنانے دعوت کے سامان کرنے اور خود حضرت مسیح موعود کے بغرض ملاقات تشریف لے جانے "کی محتاج نہیں" پھر حضرت مسیح موعود کی مختلف درخواستیں بھی مل سکتی ہیں جو آپنے وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیں۔ پس میں نے جو کچھ کیا وہ مسیح موعود کے نقش قدم پر کیا کیونکہ پنجاب کے اعلیٰ افسر کے قادیان سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر سے گزرنے پر میرا فرض تھا اور شرافت چاہتی تھی کہ میں اپنی جماعت کی طرف سے کچھ لوگ آپ کے ملنے کے لئے بھیجتا اور خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ گورنمنٹ ایک سخت مشکل میں گھری ہوئی تھی اور ایک عظیم الشان جنگ میں مشغول تھی۔ اور اگر میں ایسا نہ کرتا تو یہ ان فرائض میں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے سلسلہ احمدیہ کی ہر ایک بہتری کی فکر کرنے کے متعلق مجھ پر عائد ہیں ایک خیانت ہوتی۔ ہاں ہز آنر کی خدمت میں کوئی ایڈریس نہیں پیش کیا گیا۔ اور نہ کوئی وفد پیش ہوا جماعت کے چند آدمی آپ سے ملاقی ہوئے۔ اگر اسی کا نام وفد ہے تو بیشک ایک وفد پیش ہوا تھا۔ مگر ایک اور واقعہ بھی یاد رکھنا چاہیئے اور وہ یہ کہ ایک دفعہ غالباً حضرت خلیفۃ المسیح خلیفۂ اوّل کی خلافت کے زمانہ میں ہز آنر جناب سر لوئی ڈین صاحب اسی علاقہ میں سے گزرے تھے اور بٹالہ کی سڑک پر سے آپنے گزرنا تھا۔ اسوقت کوئی ایڈریس پیش کرنیکی تجویز ہوئی تھی جسکی نسبت مجھے یاد نہیں کہ اس کا کیا حشر ہوا غالباً مولوی محمد علی صاحب کو پورا واقعہ یاد ہوگا۔ پس حضرت خلیفۂ اوّل کے وقت میں بھی اس قسم کا ایک واقعہ ہو چکا ہے۔ باقی رہی درخواست سو وہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو چکی ہے۔ اگر اظہار وفاداری کا نام درخواست ہوتا ہے تو ایسی درخواستیں حضرت مسیح موعودؑ اپنی ساری زندگی میں کرتے رہے ہیں بلکہ بعض دفعہ جلسہ اور چراغان بھی آپنے کئے ہیں + خود آپکی کمیونٹی کیطرف سے بھی ایک چھٹی اظہار وفاداری کے جلسہ کے متعلق ہز آنر کی خدمت میں لکھی گئی تھی۔ اس کا نام بھی آپ درخواست رکھتے ہیں یا نہیں۔ اگر میری چھٹی درخواست تھی تو آپکی چھٹی بھی درخواست تھی جس کا جواب بھی پیغام میں شائع ہو چکا ہے اور اسکو دیکھ کر آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ کوئی درخواست گورنمنٹ کو بھیجکر اظہار وفاداری کرنیکی ہماری جماعت محتاج ہے یا نہیں۔ اور ضمیمہ میں ذیل میں حضرت صاحب کی ایک درخواست کے چند فقرات لکھتا ہوں جو آپنے جناب لفٹنٹ گورنر صاحب کی خدمت میں ارسال کی جس سے آپکو معلوم ہو جائیگا کہ میرا امام جسکے مانے کے آپ بھی مدعی ہیں کس رنگ کی درخواستیں دیا کرتا تھا گورنمنٹ "اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھکر مجھے اور میری جماعت کو ایک **خاص عنایت** اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں خون بہانے اور **جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے لہٰذا ہمارا حق ہے**۔ کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی **پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں**۔ تاہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نکر سکے" (اس عبارت میں موٹے لکھے ہوئے الفاظ خود حضرت مسیح موعود کے شائع کردہ اشتہار میں موٹے لکھے ہوئے ہیں) یہ عبارت درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ سے نقل کیگئی ہے جو چھپ چکی ہے اب اس کے الفاظ "خاص عنایات" اور لفظ "درخواست" پر غور کرو اور طرز عبارت کو دیکھو۔ اس سے بڑھکر کونسی بات ہے جو اپنی چٹھی میں لکھی ہے حضرت مسیح موعود صاف لکھتے ہیں کہ اب بھی ہمارے گورنمنٹ کے لئے جان دینے سے دریغ نہیں جن دشمنوں کی شرارتوں سے بچنے کیلئے اسوقت درخواستوں کی ضرورت تھی اب ان سے زیادہ دشمن ہیں اور ایک بیرونی دشمن ہیں اور ایک اندرونی۔ اسی طرح مختلف مواقع پر حضرت صاحب نے چٹھیاں لکھیں ہیں مثلاً جنگ ٹرنسوال کے موقعہ پر۔ جوبلی کے موقعہ پر۔ طاعون کے پھیلنے پر جنمیں گورنمنٹ کی وفاداری اور اسکے کام میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ پس آپ مجھ پر اعتراض نکریں حضرت مسیح موعودؑ پر کریں اور اگر میرے فعل پر خلافت کے شوق کا الزام دیتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود کی تحریرات پر بھی مسیحیت کے شوق کا الزام دیں۔ آپنے اپنے اس اشتہار میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ اپنے اشتہار میں انھوں نے اپنی نسبت کیلف یعنے خلیفہ کا لفظ لکھکر جماعت کو سخت خطرہ میں ڈالدیا ہے کیونکہ کیلف کا مفہوم نہایت خطرناک ہے انگریزی زبان میں کیلف کے جن معنوں کیطرف آپنے اشارہ فرمایا ہے اس سے تو آپ ہی زیادہ واقف ہونگے لیکن وایسرائے صاحب بہادر کی خدمت میں جو میموریل جمعہ کی چھٹی کے متعلق حضرت خلیفۂ اوّل کیطرف سے بھیجنے کا ارادہ کیا گیا تھا اور جو خود ریویو آف ریلیجنز میں جسکے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب تھے کا لکھا ہوا ہے اسمیں بھی لکھا ہے کہ میں بحیثیت جماعت احمدیہ کے لیڈر ہونیکے یہ عرض کرتا ہوں اور آخر میں لکھا تھا کہ "نورالدین ؛ خلیفۃ المسیح الموعود" پس جس مصیبت میں آج جماعت کے پڑنے کا خطرہ آپکو پیدا ہوا ہے اس میں مولوی محمد علی صاحب جماعت کو آج سے چار سال پہلے ڈال چکے ہیں اور یہ کوئی نئی مصیبت نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو چٹھی ملکہ معظمہ آنجہانی کو لکھی تھی اور جو بصورت رسالہ چھپکر شائع ہو چکی ہے اس میں اپنے آپکو مسیح موعود اور مہدی لکھا ہے اور مہدی کا لفظ انگریزی حکومت کی نظر میں خلیفہ کے لفظ سے بہت خطرناک ہے اگر آپ کہیں کہ اس رسالہ میں حضور نے اظہار وفاداری فرمایا ہے پس اس لفظ سے دھوکہ نہیں لگ سکتا تو میں کہتا ہوں کہ جس چٹھی کے آخر میں میری نسبت خلیفہ کا لفظ لکھا ہے اسمیں

بھی اظہار وفاداری کا ہی ذکر ہے پس اگر یہ خطرہ میں ڈالتا ہے تو حضرت مسیح موعود پر زیادہ سخت اعتراض آتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ لکھنا کہ یہ خبر ہم نے نہیں بنائی۔ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ یہ خبر ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پھیلی ہے۔ اور سب جگہ احمدیہ بلڈنگز سے ہی پھیلی ہے۔ پس ہم جو حالات ظاہر پر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ جبکہ اس خبر کے پھیلنے کا کوئی اور ذریعہ ہمیں نہیں ملتا۔ تو ہم مجبور ہیں۔ کہ اس خبر کے بنائے جانے کو احمدیہ بلڈنگز کے مقیموں کی طرف منسوب کریں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ یہ خبر صرف احمدیہ بلڈنگز سے پھیلی۔ اور جس سے دریافت کرو۔ اس کی روائت آخر آپ کی جماعت کے سرکردہ ممبروں تک پہنچکر ہی رہ جاتی ہے۔ پس ضرور ہے۔ کہ جب تک اس کا ثبوت نہ دیا جائے۔ کہ اس خبر کا ذمہ دار ہم اس خبر کے بنانے والا آپ ہی سے کسی کو یقین کریں۔ ورنہ آپ کا فرض ہے۔ کہ جبکہ اس خبر کا منبع صرف احمدیہ بلڈنگز یا اس کے متعلقین ہیں۔ اور آپ ہی پر روائت کا اختتام ہوتا ہے۔ تو آپ اس شخص کا نام بتلائیں۔ جس نے آپ کو یہ بات بتلائی۔ آپ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم نے افواہ سنی تھی۔ اور آگے یوں ہی ذکر کر دیا کیونکہ اس کے خلاف بہت سی زبردست شہادتیں ہیں۔ اول یہ کہ یہ خبر آپ لوگوں کی ہی معرفت پھیلی۔ ۲۔ یہ کہ آپ نے اس بات پر فخر ظاہر کیا۔ کہ ہم نے یہ بات معلوم کر ہی لی ۳۔ یہ کہ آپ لوگوں نے اس بات پر نہایت زور دیا۔ اور ہاں میں کھڑے ہو کر گواہیاں دیں۔ ۴۔ یہ کہ آپ لکھتے ہیں۔ کہ "یہ خبر وثوق کے ساتھ سنی"۔ پس محض اڑتی افواہ کو وثوق نہیں کہہ سکتے۔ وثوق کے ساتھ سنی ہوئی خبر وہی ہوتی ہے۔ جس کا راوی معلوم ہو۔ اور معتبر ہو۔ ۵۔ یہ کہ خواجہ کمال الدین صاحب اپنے ایک خط میں جو انہوں نے مرزا ناصر علی صاحب بی۔ اے۔ پلیڈر فیروز پور کو لکھا تھا۔ لکھتے ہیں۔ کہ "یہ ایک پختہ اور قابل اعتبار خبر تھی" (الفضل اور خود خواجہ صاحب نے دو دفعہ لکھا ہے) یہ خط ہمارے پاس موجود ہے۔ اس عبارت سے بھی ظاہر ہے۔ کہ آپ لوگ ایسا ظاہر کرتے رہے ہیں۔ کہ یہ قابل اعتبار اور پختہ ہے۔ پس اب ان چھ حجتوں کے ہوتے ہوئے آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ اگر آپ نے یہ خبر سنی ہے۔ تو آپ کو ضرور اس خبر کے سنانیوالے کا نام معلوم ہے۔ بلکہ جس زور سے آپ نے اس خبر کو سنایا۔ اس سے نتائج نکالکر مجھ پر اعتراض قائم کئے۔ اُسے لوگوں میں شائع کیا۔ اور ذریعہ کو نہایت قابل اعتبار اور پختہ اور وثوق والا ظاہر کیا۔ اس سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گویا آپ نے یا تو خود پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بہادر کے دفتر میں جاکر اس وہمی درخواست کو دیکھا۔ اور جواب کی نقل لی۔ یا گورنمنٹ کا جواب جو آپکے خیال میں میرے نام بھیجا گیا۔ وہ کسی طرح اڑا لیا۔ ورنہ ایسے زور سے ایسے خطرناک معاملہ کو پھیلاتا اور مجھ پر اعتراض قائم کرنے اور میرے خلاف نتائج نکالنے جس دیانت و امانت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے آپ بھی دل میں واقف ہیں۔ اور اسی وجہ سے آپ کو تردیدی اعلان شائع کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ پس آپ یا تو اس شخص کا نام ظاہر کریں۔ جس سے آپ نے یہ خبر سنی۔ یا یہ بتائیں۔ کہ آپ نے خود دفتر میں اس خط اور اس کے جواب کو پڑھا۔ یا یہ اعلان کریں۔ کہ وہ خط جو گورنمنٹ نے آپ کے خیال میں مجھے بھیجا۔ آپکے پاس کس طرح پہنچ گیا۔ غرض اس قابل وثوق ذریعہ یا پختہ خبر کے بتانے سے ہمیں آگاہ کریں۔ ورنہ جھوٹ کا الزام آپ لوگوں پر ثابت ہے۔ اور گو آپ نے خود جھوٹ نہ بھی بنایا ہو۔ پھر بھی آپ دیانت و امانت کے خلاف ایک کام کرنے کے مجرم ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ آپ کی نسبت یہ ہے۔ من حدث بکل ما سمع فھو احد الکاذبین اور اسی طرح یہ کہ کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔ یعنی جو شخص ہر سنی سنائی بات کو پھیلاتا ہے۔ وہ بھی پورا جھوٹا ہے۔ اور جھوٹوں میں شامل ہے۔ پس آپ کی نسبت دربار خاتم النبیین کا فتویٰ موجود ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کی نسبت جس خط کا میں نے اظہار کیا۔ اس کی نسبت آپ کے پاس میری ایک تحریر موجود ہے۔ جس میں میں نے لکھا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کو انہوں نے خط لکھا تھا۔ اور اسی طرح جس خطبۂ جمعہ کی طرف آپ اشارہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد کی تحریرات میں بھی یہی ذکر موجود ہے۔ اگر خطبہ سننے والے نے غلطی سے بجائے خواجہ صاحب کے یہ سمجھا۔ کہ یہ خط خود حضرت مسیح موعود کی طرف لکھا گیا۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔ میرا تحریری بیان غالباً آپ کے پاس اب تک موجود ہے۔ اور اس کے بعد کی تحریرات اس پر شاہد ہیں۔ پس یہ بات کاتب کی غلطی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اور نہ اس بات کے ثابت ہو جانے سے کہ بجائے حضرت مسیح موعود کو براہ راست خط لکھنے کے خواجہ صاحب کو کوئی خط لکھا گیا۔ واقعہ میں کوئی نقص آجاتا ہے۔ میں نے جو کچھ مسیح موعود سے سنا۔ اس پر قسم کھا سکتا ہوں۔ شریعت کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق جس طرح حکم ہو۔ اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب کے آمادہ ہونے پر شریعت کے طریق فیصلہ سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اگر خط دیکھنے پر زور دینا ہے۔ تو خواجہ صاحب پر دیں نہ مجھ پر۔

غرضکہ اس واقعہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور آپ نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ میں نے اپنے اعلان میں بھی صاف طور پر کسی درخواست دینے سے انکار نہیں کیا۔ تو سید صاحب آپ کا ایسا لکھنا یہ آپ کی اپنی طبیعت پر روشنی ڈالتا ہے۔ میں توریہ اور تقیہ کا قائل نہیں۔ میں نے جو کچھ لکھا۔ درست لکھا ہے۔ اور ایسے الفاظ ہرگز استعمال نہیں کئے۔ جن سے یہ ظاہر کیا ہو۔ کہ میں نے کوئی درخواست نہیں کی۔ اور درحقیقت ان سے کسی انکار بھی نہ ثابت ہوتا ہو۔ میں نے کوئی چٹھی خلافت کے زمانہ سے جناب لفٹنٹ گورنر بہادر کی خدمت میں نہیں لکھی۔ سوائے اس چٹھی کے جو شائع ہو چکی ہے۔ اور آپ کا قابل اعتماد ذریعہ ایک نہایت ناپاک اور جھوٹا ذریعہ ہے۔ چنانچہ میرے استفسار کے بعد حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بہادر کی خدمت میں جو چٹھی لکھ کر استفسار واقعہ کیا ہے۔ وہ اور اس کا جواب ذیل میں درج ہے۔

ترجمہ چٹھی حکیم محمد حسین صاحب قریشی بخدمت جناب پرائیویٹ سیکرٹری۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب

جناب عالی۔ میں نہایت ادب سے حسب ذیل عرض کرتا ہوں۔ ..... (بعض آدمی) یہ خبر شائع کر رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام یعنی صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں اس مضمون کی ایک درخواست بھیجی ہے۔ کہ مجھے خلیفۃ المسلمین مقرر کیا جائے۔

اور تسلیم کیا جاوے۔ جسکا گورنمنٹ نے بہت سخت لفظوں میں نفی میں جواب دیا ہے۔ اگرچہ ہمارے امام موصوف نے اس پُر شر افواہ کی تردید کر دی ہے۔ لیکن اب بھی یہ لوگ پہلے سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ اس غلط خبر کو شائع کر رہے ہیں۔ اس لئے پبلک کو ان غلط فہمیوں اور غلط خیالات سے بچانے کے لئے میں پوئر آنرے درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضور مجھے بہ حیثیت جماعت احمدیہ کے نمائندہ کے اطلاع بخشیں۔ کہ آیا مذکورہ بالا مضمون کی کوئی درخواست ہمارے امام کی طرف سے یا ہماری جماعت کے کسی اور فرد کی طرف سے بھیجی گئی۔ اور یہ کہ ایسی درخواست کا کیا جواب دیا گیا۔ اور میں حضور کی اس مہربانی کا بہت ممنون ہوں گا۔

میں ہوں حضور کا نہایت ہی فرمانبردار غلام حکیم محمد حسین قریشی۔

۵۔ فروری ۱۹۱۵ء

Digitized by Khilafat Library

ترجمہ چٹھی پرائیویٹ سیکرٹری پنجاب: بجواب چٹھی مندرجہ بالا۔ از گورنمنٹ ہاؤس۔ لاہور

جناب۔ آپ کی چٹھی مورخہ ۵۔ ماہ حال کے جواب میں میں آپ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ جس طرز کی درخواست کا ذکر آپ کی چٹھی میں کیا گیا ہے۔ ایسی کوئی درخواست پنجاب گورنمنٹ میں نہیں پہنچی۔ اور اس لئے اس مضمون کے متعلق جماعت احمدیہ کے کسی فرد کو کوئی جواب بھی نہیں بھیجا گیا۔

دستخط۔ ای۔ سی۔ بیلی

لفٹنٹ کرنل۔ پرائیویٹ سیکرٹری۔ پنجاب

اس سے آپ اندازہ لگالیں۔ کہ جھوٹی خبر بنانی۔ یا اس کو قابل اعتبار ذریعہ سے وصول کر کے مشہور کرنا کیا خطرناک فعل ہے۔ اور اب یا اپنی غلطی کا اعتراف کریں یا یہ اعلان کر دیں۔ کہ گورنمنٹ کی رپورٹ غلط ہے۔ اور ہمارا قابل اعتماد ذریعہ درست ہے۔ جس معتبر آدمی نے آپ کو بتایا ہے۔ کہ کلکتہ میں کوئی چٹھی چھپوانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ بھی ویسا ہی قابل اعتماد ہے۔ جیسے کہ دوسرا آپ نے دریافت فرمایا ہے۔ کہ میرے دوستوں نے ہز آنر کی خدمت میں سری گوبند پور میں کیا ایڈریس پیش کیا یا کیا زبانی باتیں کیں۔ سو وہ بھی آپ اسی قابل اعتبار ذریعہ سے معلوم کر لیں۔ ایسے قابل اعتبار ذرائع اور وثوق والے مخبروں کے ہوتے ہوئے آپ کو مجھ سے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور میں تو گفتگو کا خلاصہ اوپر لکھ ہی چکا ہوں۔ اگر وہ غلط ہے۔ تو آپ اپنے قابل وثوق ذریعہ سے سچی خبر معلوم کر کے شائع کر دیں۔ پھر ہز آنر فیصلہ فرما دیں گے۔ کہ قابل وثوق ذریعہ اور پختہ خبر کہاں تک درست ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ جھوٹ سے کبھی کامیابی نہیں ہوتی۔ حق اور راستی ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ اگر جھوٹ غالب ہوا کرے۔ اور پھر روحانی سلسلوں میں تو حق برباد ہو جائے۔

خاکسار

مرزا محمود احمدؐ

۱۸۔ فروری ۱۹۱۵ء

قادیان دارالامان